تحقیق وتنقید

ازواجِ مطہرات کے مکانات

ایک تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

ہمارے قدیم مآخذ اور اصلی مصادر میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانوں کی زمینوں اور دوسری متعلقہ چیزوں کے تعلق سے مختلف قسم کی روایات ملتی ہیں۔ ان میں سے کچھ تو عام روایات ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ مکانات کی آراضی وغیرہ مدینہ منورہ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص انصارِ کرام رضوان اللہ علیہم نے فراہم کی تھیں۔ متعدد ایسی روایات ہیں جو ان کی بعض ضروری جزئیات وتفصیلات مہیا کرتی ہیں۔ پھر ان میں سے کچھ ایسی روایات ہیں جو قدیم ترین مآخذ میں وارد ہوئی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو بعد کے مصادر میں اولین مآخذ سے لی گئی ہیں۔ بعد کے ان مصادر کو بعض اہلِ علم واصحاب نظر نے اصلی مآخذ کا درجہ دے دیا ہے۔ قدیم ترین روایات کا ایک اہم پہلو یہ بھی رہا ہے کہ بسا اوقات ایک ہی موضوع پر متضاد ومنافی روایات ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو پائی جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں کبھی ان میں جمع و تطبیق کے اصول کے ذریعہ تناقض وتصادم دور کر دیا جاتا ہے یا دور کرنے کا یقین کر لیا جاتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان میں تطبیق کی ہر کوشش ناکام ہو جاتی ہے کہ تعارض اصلی ہوتا ہے اور ایسی پیچیدہ صورت میں اصولِ ترجیح کو کام میں لا کر ایک قسم کی روایات کو دوسری قسم کی روایات پر ترجیح دی جاتی ہے اور دلائل ونظائر اور براہین کی بنا پر راجح کو قبول اور مرجوح کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ جمع وتطبیق میں اکثر قیاسات وآراء سے کام لیا جاتا ہے جو کبھی صحیح بھی ہوتے ہیں اور کبھی غلط۔ ازواجِ مطہرات کے مکانات کے بارے میں ایسی تمام روایات وتاویلات تطبیقات اور قیاسات ملتے ہیں۔ اس مقالہ میں انھیں کا ایک تجزیہ اپنی علمی بساط بھر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

(الف) حجرات کی تعمیر نبوی

ابھی تک کی ہماری معلومات کے مطابق قدیم ترین روایت ابن اسحاق کی ہے جس میں واضح

طور سے کہا گیا ہے کہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام کیا تا آنکہ آپ کے لیے آپ کی مسجد اور آپ کے گھر (مساکن) تعمیر کیے گئے (بنی لہ) تب آپ ابو ایوبؓ کے گھر سے اپنے مساکن / گھروں کو منتقل ہو گئے"۔[۳۵] ترتیب زمانی کے لحاظ سے دوسری قدیم ترین روایت جو ہمیں مل سکی وہ ابن سعد کی ہے اور جو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر رسول اکرمؐ کے ذکر کے ضمن میں آئی ہے۔ مسجد نبوی کی تعمیری ساخت، زمین اور سامانِ تعمیر وغیرہ کے ذکر سے متصلاً یہ روایت آئی ہے اور محمد بن عمر واقدی کی سندِ اول سے معمر بن راشد کی دوسری سند سے زہری سے نقل ہوئی ہے۔ گویا کہ منقطع ہے اور مرفوع نہیں۔ اس کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ" اس (مسجد) کے پہلو میں آپ نے چند گھر (بیوتًا) کچی اینٹوں (لبن) سے بنائے اور ان کی چھتیں کھجور کے تنوں اور پتوں (جذوع النخل والجرید) سے بنائیں۔ جب آپ تعمیر سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس گھر (البیت) میں شب زفاف گزاری جس کا دروازہ مسجد کی طرف کھلتا ہے (شارع الی المسجد) اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو دوسرے گھر (البیت الآخر) میں رکھا جو اس دروازۂ مسجد کے قریب ہے جو آلِ عثمان کی جانب یا متصل ہے"۔[۳۶] ابن سعد نے حضرت عائشہؓ کے سوانحی خاکہ میں اس سے زیادہ قوی روایت بیان کی ہے جو متصل و مرفوع ہے اور محمد بن عمر واقدی کے ذریعہ موسیٰ بن محمد بن عبدالرحمٰن سے اور ان کے واسطہ سے ریطہ سے اور ان کے حوالہ سے حضرت عمرۃ بنتِ عبدالرحمٰن سے براہِ راست حضرت عائشہؓ سے نقل ہوئی ہے۔ پہلے اس روایت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات اور بناتِ طاہرات کے مکہ میں رہ جانے، پھر حضرات زید بن حارثہ اور ابو رافع اور عبداللہ بن اریقط دُئلی وغیرہ کے ذریعہ ان کو اور آل ابی بکر کو مدینہ لانے کا ذکر ہے پھر بیان ہوا ہے کہ" جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو میں تو" عیال ابی بکر" کے ساتھ اتری / مقیم ہوئی (فنزلت) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بھی مقیم ہوئے جبکہ آپ اس زمانے میں (یومئذ) مسجد کی تعمیر کر رہے تھے اور مسجد کے گرد چند گھر (ابیاتًا) بنوا رہے تھے اور آپ نے ان میں اپنے اہل کو اتارا"۔ اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ" ہم کچھ دن (ایامًا) ابوبکر کے گھر (منزل) میں ٹھہرے پھر ابوبکر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اپنی اہل کو رخصت کرانے سے کیا چیز مانع ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہر (الصداق) مانع ہے۔ چنانچہ آپ کی خدمت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ساڑھے بارہ[۱۲½] اوقیہ (اثنی عشرۃ اوقیۃ ونشًّا) پیش کیا اور وہ آپ نے ہمارے پاس بھیج دیا اور رسول اللہؐ

نے میرے اسی گھر میں جس میں میں ہوں شبِ زفاف گزاری اور اسی میں آپ نے وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے مسجد میں حضرت عائشہؓ کے دروازے کے سامنے ایک دروازہ بنالیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ کے ساتھ ان ہی گھروں میں سے ایک میں (فی احد تلک البیوت) جو میرے پڑوس / پہلو (جنبی) میں ہیں شبِ زفاف گزاری اور آپ ان کے پاس (اسی میں) قیام کیا کرتے تھے۔[۱۸] اسی روایت کو بلاذری نے اپنے مذکورہ بالا رواۃ کے حوالہ سے "قالوا" (انھوں نے کہا) کے لفظ کے ساتھ بیان کیا ہے جو صرف ازواجِ مطہرات و بناتِ طاہرات وغیرہ کے مدینہ آنے سے متعلق ہے اور آخر میں اس موضوع پر صرف ایک جملہ یہ ہے "وہ سب آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اور اپنے حجرے (حجرہ) تعمیر کر رہے تھے (یبنی)۔[۱۹] طبری وغیرہ متعدد مورخین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجدِ نبوی کی تعمیر کے ساتھ ساتھ حجراتِ نبوی کی تعمیر کا ذکر براہ راست یا مضمر طور سے کیا ہے۔[۲۰] ابن کثیر نے ابن اسحاق کے حوالے سے آپ کی مسجد اور مساکن کی تعمیر کا ذکر کرنے کے بعد ایک مختصر فصل قائم کی ہے جس کا آغاز اس سے ہوتا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کی مسجد شریف کے گرد حجرے تعمیر کیے گئے (بنی) تاکہ وہ آپ کے لیے اور آپ کے اہل کے لیے مساکن کا کام دے سکیں۔" پھر ان مساکنِ نبوی کی تعمیر، ساخت اور دوسری چیزوں کا متعدد علماء کی سندوں سے ذکر کیا ہے اور آخر میں "واقدی اور ابن جریر وغیرہما" کے حوالہ سے مکہ مکرمہ سے ازواجِ مطہرات اور بناتِ طاہرات وغیرہ کے لائے جانے کا ذکر کرتے ہیں اور یہ اضافہ کرتے ہیں کہ وہ آئے تو سُنح میں اترے۔[۲۱] طبری اور ابن کثیر نے مقامِ نزول کی تصریح نہیں کی ہے مگر یہ معروف و معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے تھوڑی سی مسافت پر جس کا نام سُنح تھا اپنا مکان اور کپڑا بنانے کا کارخانہ بنالیا تھا۔[۲۲] اور ان دونوں کی بیان کردہ اس روایت میں اسی کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے اور اس کی تائید ابن سعد کی مذکورہ بالا روایت نے پوری طرح سے کر دی ہے۔

انھیں اصلی روایات اور قدیم مآخذ کی تصریحات کی بنا پر تمام متاخرین نے خواہ ان کا تعلق قرونِ وسطیٰ سے ہو خواہ جدید زمانے سے کم از کم ازواجِ مطہرات میں سے دو — یعنی حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ — کے حجروں کی تعمیر کرنے ہی کی حقیقت تسلیم کی ہے جیسا کہ ابن کثیر کی روایات سے واضح ہوتا ہے۔ سمہودی نے حجرۂ شریفہ کی اپنی مخصوص فصل کا آغاز ہی اس صراحت سے کیا ہے کہ "ذکر آچکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی مسجدِ شریف تعمیر کی (بنی) تو اپنی

دو ازواج مطہرات عائشہؓ اور سودہؓ رضی اللہ عنہما کے لیے دو گھر مسجد کی تعمیر کے مطابق (علی نعت بناء المسجد) کچی اینٹوں (لبن) اور کھجور کے تنوں (جرید النخل) سے تعمیر کیے (بنی) ابن قیم نے ان دونوں حجروں کی تعمیر ہی کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے متاخرین/متوسطین میں اس زمرہ میں کئی اصحاب علم وفضل اور علماء وسیرت نگار شامل ہیں[۹] جستجو کی جائے تو مزید حوالے اور تصریحات اس عہد میں مل جائیں گے۔ عصر جدید میں شبلی نعمانی، سلیمان منصور پوری، ادریس کاندھلوی، عبدالرؤف داناپوری، سید سلیمان ندوی، سید ابوالاعلیٰ مودودی، سید ابوالحسن علی ندوی، محمد ابوزہرہ، محمد حسین ہیکل، اور متعدد دوسرے عرب وعجم کے مولفین سیرت و مورخین اسلام نے انھیں روایات کو تفصیل یا اختصار سے تسلیم کیا ہے اور ان سب کا ماحصل اور لب لباب یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مدنی مسجد کے ساتھ ان دو حجروں کو بھی بنوایا تھا۔ گویا کہ زمین افتادہ/ خالی ملی تھی اور اس پر مکانات بنے ہوئے نہیں تھے۔ ان زمینوں پر تعمیر آپ نے فرمائی تھی[۱۰]

ازواج مطہرات کے مکانات کی تعمیر کے سلسلہ میں ایک دلچسپ روایت ابن سعد کی اس فصل خاص میں ملتی ہے جو "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں (بیوت) اور آپ کی ازواج کے حجروں (حجر) کے ذکر" میں باندھی گئی ہے اور روایت بھی واقدی کی ہے جو عبداللہ بن زید ہذلی سے مروی ہے۔ موخرالذکر نے ازواج مطہرات کے مکانوں کو اس وقت دیکھا تھا جب ان کو حضرت عمر بن العزیز نے منہدم کیا تھا۔ وہ دوسری تفصیلات بیان کرتے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکان (بیت) اور ان کے حجرہ کو کچی اینٹوں کا بنا ہوا دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے پوتے (ابن ابنہا) سے پوچھا تو انھوں نے کہا "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دومۃ الجندل کے غزوہ میں تشریف لے گئے تو حضرت ام سلمہ نے اپنا حجرہ کچی اینٹوں (لبن) سے بنا لیا (بنت)۔ جب آپ واپس تشریف لائے اور کچی اینٹوں کو دیکھا کہ سب سے پہلے تمام ازواج میں انھیں کے پاس تشریف لانے تھے تو پوچھا: یہ کیسی تعمیر ہے (البناء)؟ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے چاہا کہ لوگوں کی نظروں پر روک لگا دوں۔ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! بلاشبہ بدترین شے جس میں مسلمانوں کا مال جاتا ہے وہ مکان (البنیان) ہے[۱۱]"۔ اسی روایت کو سمہودی نے یحییٰ کی روایت سے جو واقدی کے ذریعہ عبداللہ بن زید سے منقول ہوئی مختصراً بیان کیا ہے اور اس میں حضرت ام سلمہ کے مکان کا ذکر ہے۔ سمہودی نے ابن النجار کی بلا سند روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں (نساء) سے شادی کی تو ان کے لیے حجرے (حجرا) تعمیر کرائے (بنی) اور وہ نو گھر تھے (تسعۃ ابیات)[۱۲]۔ ظاہر ہے کہ وقت وعلم کی محدودیت کے سبب اور تمام ماخذ و مراجع سے روایات جمع نہیں کی جاسکتیں لیکن اگر اور تحقیق و تفتیش کی جائے تو کچھ ایسی روایات یقیناً مل جائیں گی جو یہ ثابت کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری ازواجِ مطہرات کے لیے بالخصوص اور بناتِ طاہرات میں سے بعض کے لیے بالعموم مکانات تعمیر کرائے تھے۔ اور ان کی تعمیر کے لیے ضروری سامان اور آراضی صحابہ کرام خاص کر انصارِ مدینہ رضی اللہ عنہم کے عطایا سے آیا تھا۔ مذکورہ بالا روایات اور ایسی دوسری غیر مذکورہ اخبار بھی اس امر کی تصدیق کرتی ہیں کہ حجروں کی تعمیر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی، آپ کو بنے بنائے مکانات نہیں ملے تھے۔

(ب) حضرت حارثہ بن نعمان کے مکانات کا عطیہ

مذکورہ بالا روایات وبیانات کے برخلاف بعض ایسی روایات بھی ملتی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ مدینہ منورہ کے ایک مالدار انصاری صحابی حضرت حارثہ بن نعمان نے اپنے مکانات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارے کے سارے پیش کر دئے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ روایات مذکورہ بالا روایات سے بظاہر متناقض معلوم ہوتی ہیں اس لیے ان کا تجزیہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہماری موجودہ معلومات کے مطابق اس باب میں سب سے قدیم روایت ابن سعد کے ہاں آئی ہے اور مختلف مقامات پر مختلف انداز سے آئی ہے۔ زمانی ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلی وہ روایت ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کے مدینہ آنے کے بعد ان کے نزول و قیام سے متعلق ہے۔ اوپر ذکر آچکا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات اور بناتِ طاہرات کو مکہ مکرمہ سے لانے کے لیے حضرات زید بن حارثہ و ابورافع کو بھیجا تھا تو ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ سمیت حضرت ابوبکر کے عیال کو لے کر آئے اور مدینہ منورہ میں پہونچ کر ان کو حضرت حارثہ بن نعمان کے ایک گھر (بیت) میں اتارا[۱۳]۔ یہاں ایک دشواری یہ پیش آرہی ہے کہ انھیں ابن سعد کی ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں حبیب بن یساف کے گھر قیام کیا تھا۔ یہ روایت محمد بن عمر واقدی کی ہے جو اسماعیل بن عبداللہ بن عطیہ بن عبداللہ بن اُنیس نے اپنے والد سے روایت کی ہے جبکہ اسی کے متصلاً بعد دوسری روایت میں واقدی نے موسیٰ بن عبیدہ کے حوالے سے ایوب بن خالد

سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے گھر اترے تھے اور واقدی نے اپنی تیسری روایت میں جو موسیٰ بن یعقوب کے ذریعہ محمد بن جعفر بن زبیر سے مروی ہے یہ اضافہ دوسری روایت میں کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خارجہ بن زید کی بیٹی سے شادی کرلی تھی اور مقام سُنح میں بنو حارث بن خزرج میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک قیام پذیر رہے[۱۴]۔ دوسری روایت یا تیسری روایت زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد میں مواخاۃ کے اسلامی تعلق سے حضرت خارجہ بن زید ہی کے بھائی بنے تھے اور مزید برآں دوسری زیادہ قوی روایات سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے[۱۵]۔

ابن سعد نے حضرت حارثہ بن نعمان کے مکانات کے عطیہ و پیشکش کا ایک حوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی خانہ آبادی کے ذیل میں دیا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوانحی خاکہ میں جو بناتِ مطہرات کا اولین خاکہ ہے ابن سعد نے محمد بن عمر واقدی کی روایت ابراہیم بن شعیب کے واسطہ سے یحییٰ بن شبل سے اور ان کے ذریعہ سے حضرت ابوجعفر سے یوں نقل کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہونچ کر حضرت ابوایوب انصاری کے ہاں سال بھر یا اس کے قریب قیام کیا پھر جب حضرت علی کی شادی حضرت فاطمہ سے کی تو حضرت علی سے فرمایا کہ کوئی مکان تلاش کرلو اور حضرت علی نے جو مکان تلاش کیا وہ آپ سے ذرا دور تھا۔ حضرت فاطمہ کو وہیں رخصت کرا کے لے گیے۔ آپ جب حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لے گئے تو ان کو اپنے ہاں منتقل کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو انھوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ حضرات حارثہ بن نعمان سے بات کریں کہ وہ ان کے لیے مکان خالی کردیں۔ آپ نے فرمایا کہ حارثہ پہلے ہی مکان سے منتقل ہوتے رہے ہیں حتیٰ کہ مجھے ان سے شرم آنے لگی ہے۔ حضرت حارثہ کو جب اس کی خبر لگی تو وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض پرداز ہوئے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ حضرت فاطمہ کو اپنے پاس منتقل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ میرے مکانات (منازل) ہیں جو بنو نجار کے گھروں (بیوت) سے زیادہ آپ کے قریب (اسقب) ہیں اور میں اور میرا مال تو اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔ اے رسول اللہ! اللہ کی قسم! جو مال آپ مجھ سے قبول فرمالیتے ہیں وہ مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے جو آپ مسترد/رد کردیتے ہیں۔ آپ نے ان کی تصدیق کی اور ان کو برکت کی دعا دی اور حضرت فاطمہ کو حارثہ کے مکان میں منتقل کردیا[۱۶]۔ یہی روایت ابن سعد نے اسی سند اور انھیں الفاظ سے تقریباً

"ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منازل کے ذکر" کی مخصوص فصل میں بھی نقل کی ہے۔[۳۱] ایک اور تاریخی روایت ابن سعد کے ہاں یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ کے ساتھ خیبر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے تو حارثہ بن نعمان کے مکانات میں سے ایک مکان (بیت من بیوت) میں ان کو اتارا۔ جب انصاری عورتوں نے ان کے آنے اور ان کے جمال کے بارے میں سنا تو اُن کو دیکھنے آئیں اور حضرت عائشہؓ بھی نقاب لگا کر (منتقبة) پہونچیں تو آپ نے ان کو پہچان لیا اور جب وہ نکلیں تو آپ ان کے پیچھے آئے اور ان سے حضرت صفیہ کے بارے میں ان کی رائے پوچھی۔ تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے ایک یہودی عورت دیکھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عائشہ! ایسا نہ کہو۔ بلاشبہ وہ مسلمان ہوگئی ہیں اور ان کا اسلام خالص و حسین ہے۔ یہ واقدی کی روایت ہے جو اسامہ بن زید بن اسلم سے ان کے والد کی سند پر عطا بن یسار سے منقول ہوئی ہے۔ اسی کے بعد واقدی کی ایک اور روایت نقل کی گئی ہے جس میں حضرت صفیہ کو ان کے گھر (منزل) میں رکنے کی غرض سے چار ازواج مطہرات —— حضرت زینب بنت جحش، حضرت حفصہؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت جویریہؓ —— کے نقاب لگا کر آنے کا حوالہ ہے مگر اس میں حضرت حارثہ بن نعمان کا واضح ذکر نہیں ہے۔[۳۲]

آخر میں وہ عام روایت جو یہ بیان کرتی ہے کہ حضرت حارثہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی مکانات دئے تھے ابن سعد نے محمد بن عمر واقدی کی روایت بلاسند بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان کے کئی مکانات (منازل) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب اور اس کے آس پاس (حوله) تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی اہل لاتے (احدث... اهلا) حضرت حارثہ بن نعمان آپ کے لیے اپنے مکان (منزله) سے دستبردار ہوجاتے (تحول له) حتیٰ کہ ان کے سارے مکانات (منازله كلها) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات کے لیے ہوگئے۔[۳۳] یہی روایت ابن سعد نے واقدی ہی کے حوالہ سے بلاسند حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے سوانحی خاکہ میں مختصراً اور کچھ اضافہ کے ساتھ بیان کی ہے۔ ایک اضافہ تو یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانات (منازل) کے قریب حضرت حارثہ بن نعمان کے مکانات (منازل) تھے اور جب آپ کوئی نئی اہلیہ/اہل لاتے تو حضرت حارثہ بن نعمان ایک مکان کے بعد دوسرے مکان (عن منزل بعد منزل) سے دستبردار ہوتے رہے تا آنکہ آپ نے فرمایا کہ مجھے حارثہ بن نعمان سے

حیا آتی ہے کہ وہ ہمارے لیے اپنے مکانات (منازل) سے دستکش ہوتے رہے ہیں[۲۰]
ابن سعد کی ان دو روایات میں سے پہلی وہ روایت ہے جو سمہودی نے ابن الجوزی کی الوفاء کے حوالہ سے محمد بن عمر واقدی کی سند پر تقریباً لفظ بلفظ نقل کی ہے[۲۱]۔ بعض دوسرے متاخر مصادر سر دست ہمیں دستیاب نہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں واقدی کی اس اہم روایت کی بعض تفصیلات مل جائیں اور روایت و درایت کے اعتبارات سے اس کی مزید تصدیق و تائید کی جا سکے۔ مگر موجودہ صورتِ حال میں اس روایت نے کافی الجھن پیدا کر دی ہے اور اس کا احساس سمہودی کو بھی ہے جس کا انھوں نے اپنی جمع و تطبیق کی کوشش میں اظہار بھی کیا ہے۔ اس پر کچھ بحث بعد میں آئے گی۔

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانات کے بارے میں وارد ہونے والی تمام روایات مذکورہ بالا کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم مؤلفینِ سیرت اور مورخینِ اسلام میں ابن اسحاق، ابن ہشام، بلاذری، یعقوبی، طبری وغیرہ کے علاوہ متعدد محدثین کرام میں سے کسی نے نہیں بیان کیا ہے۔ صرف ابن سعد نے واقدی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور متاخرین میں سے ابن الجوزی اور سمہودی نے اسی کو اپنے ہاں بلا سند و بلا تائید نقل کر دیا ہے۔ ابن کثیر جو متقدمین و متاخرین سب کی روایات و اخبار کے جامع ہیں نے بھی اس روایت کو بیان نہیں کیا ہے۔ ویسے انصاف کی بات ہے کہ ازواجِ مطہرات کے مکانات کے تعلق سے ان کی فصل کافی مختصر و تشنہ ہے۔ بالفرض اگر یہ روایت بعض دوسرے متاخر آخذ میں مل بھی جائے تو بھی بہت زیادہ فرق نہیں پڑنے والا تا آنکہ قدیم مآخذ میں اس کی کوئی تائیدی شہادت نہ ملے۔ اس وقت یہ تعارض اپنی جگہ قائم ہے کہ تمام قدیم و متاخر اور جدید روایات و بیانات کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حضرت سودہ اور حضرت عائشہ کے لیے دو حجرے تعمیر کرائے تھے بلکہ اسی وقت کچھ اور گھر بھی بنوائے تھے اور بعد میں بھی اپنی ازواجِ مطہرات کے لیے مکانات بنواتے/تعمیر کراتے رہے تھے جبکہ کم از کم ایک ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک حجرہ کی تعمیر خود اپنے آپ فرمائی تھی۔ ہماری موجودہ معلومات یہ نہیں بتاتیں کہ ان دو/چند/تمام مکاناتِ ازواجِ مطہرات کے لیے آراضی اور دوسرا ضروری تعمیری سامان کس نے فراہم کیا تھا۔ یہ البتہ واضح طور سے اور ضمنی طور سے بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب مدینہ منورہ کے صحابۂ کرام بالخصوص انصارِ عظام کے ہدایا اور عطایا سے آیا تھا۔ ایک امکان یہ ہے کم از کم حضرت ام سلمہؓ

کے حجرہ کی تعمیر کے بارے میں کہ وہ ان کی اپنی آمدنی ،بچت یا کسی اور ماخذ سے آیا ہو۔ بہر حال یہ امکان ہی ہے، واقعہ یا تاریخی روایت نہیں۔[۲۲]

دوسرا امکان یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات کے مکانات سب کے سب یا کچھ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری کے ہدیہ سے آئے ہوں جیسا کہ ابن سعد، ابن الجوزی اور سمہودی کی مذکورہ بالا واقدی کی بلاسند روایت بیان کرتی ہے۔ سمہودی نے روایات کے تناقض کو سمجھ لیا تھا اس لیے انھوں نے اس کی یہ توجیہہ کی: "میرا کہنا یہ ہے کہ اس روایت کا ظاہر گزشتہ روایات سے مخالف ہے جن میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو گھر اپنی دو بیویوں کے لیے تعمیر کیے اور جب آپ نے دوسری عورتوں سے شادی کی تو ان کے لیے حجرے تعمیر کیے۔ اس روایت کا ظاہری بیان یہ ہے کہ جب آپ نے نئی شادی کی تو نئی زوجہ کے لیے ایک حجرہ تعمیر کرایا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان ان مکانات کی آراضی (مواضع المساکن) سے دستبردار ہوجاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تعمیر کراتے تھے۔[۲۳] اول تو سمہودی نے حل تناقض کی جو راہ اختیار کی ہے اس کی بنیاد محض قیاس ورائے پر ہے اور جسے زیادہ سے زیادہ ایک کمزور روایت کی کمزور سی تائید حاصل ہے دوم یہ کہ یہ سوال پھر بھی رہتا ہے کہ بالفرض آراضی، تمام مکانات ازواجِ مطہرات کے لیے اگر حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے فراہم کردی تھی تو سامانِ تعمیر اور گھروں کے دوسرے سامان واسباب جن کا ذکر بعد میں آئے گا کہاں سے اور کس کے ہدیہ سے آئے تھے؟ اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ سب بھی حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے فراہم کیا تھا تو اس کی تائیدی شہادت / روایت کہاں ہے؟ یعنی یہ بھی قیاس بلاسند ہوگا جو صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی۔ جب کہ اس کو عام صحابہ کرام اور انصارِ مدینہ کے عطیہ وہدیہ کی دین قرار دینے کی صورت میں عام تائیدی روایات وشہادات کے علاوہ ایک تقریباً حتمی صورتِ حال نظر آتی ہے اور اس سے زیادہ اہم یہ کہ ان میں حضرت حارثہ بن نعمان کے شامل ہونے کا امکان بھی ہوجاتا ہے کہ وہ انصارِ کرام کے ایک عظیم وکریم فرد تھے۔ یہ ساری بحث سمہودی کی رائے وقیاس کی بنا پر کی گئی ہے اور اس میں روایت ودرایت دونوں کا اعتبار ازواجِ مطہرات کے تمام مکانات کے فراہم کرنے کے پس منظر میں کیا گیا ہے۔

درایت کے اعتبار سے تمام روایات میں جمع وتطبیق کی ایک اولیٰ صورت بھی ہے اور وہ میرے نزدیک زیادہ قرینِ قیاس معلوم ہوتی ہے۔ اگر ابن سعد، ابن الجوزی اور سمہودی کے بیان کردہ واقدی

کی روایت کے الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی اہلیہ محترمہ اپنے حبالۂ نکاح میں لائے تو حضرت حارثہ بن نعمان نے اپنے مکانات یکے بعد دیگرے حوالۂ نبوی کیے تا آنکہ ان کے سارے مکانات آپ کے اور آپ کی ازواج مطہرات کے لیے ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ آپ نے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ سے مکہ مکرمہ میں شادی کی تھی لہٰذا ان کی تزویج کو بلفظ "احداث" سے مدینہ منورہ کے زمانے میں تعبیر نہ کرنا چاہیے گویا کہ اس عام روایت کا مقصود یہ ہے کہ حضرت سودہ اور حضرت عائشہ کے بعد آپ نے جب دوسری ازواج سے شادیاں مختلف اوقات میں کیں تو حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے اپنے مکانات آپ کو ہدیہ کر دئے۔ اس قیاس کی ایک تائید تو ابن سعد کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں فتح خیبر کے بعد آپ کی نئی اہلیہ محترمہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت حارثہ بن نعمان کے گھروں میں سے ایک گھر میں اتارے جانے کا ذکر آیا ہے۔ لیکن اس میں صرف اتارے جانے کا ذکر ہے مکان کے ہدیہ کا واضح ذکر نہیں۔ یہ صرف قیاس ہی ہے کہ انھوں نے اپنا مکان ہدیہ کر دیا ہوگا/ یہ بھی امکان ہے کہ بعد میں آپ نے ان کے لیے دوسرا مکان بنوایا ہو جیسا کہ عام روایات سے معلوم ہوتا ہے اور حضرت صفیہ اپنے اس مکان میں منتقل ہو گئی ہوں جس طرح حضرت عائشہ اور عیال ابی بکر کے بارے میں ابن سعد کی روایت کا مقصود معلوم ہوتا ہے کہ وہ قیام مدینہ منورہ کے اولین دور میں حضرت حارثہ بن نعمان کے مکان میں اترے اور بعد میں عیال ابی بکر تو سُنح کے مکان میں منتقل ہو گئے اور حضرت عائشہ رخصت ہو کر اپنے نئے حجرے میں آگئیں[۲۴] اور پھر حضرت ابو بکر نے ایک مکان مسجد نبوی کے قریب عطایائے/ قطائع نبوی سے بنایا اور اپنے اہل وعیال کے ایک خاندان کو اس میں رکھا[۲۵]۔ روایات میں اب تک مجھے کم از کم کہیں یہ نہیں مل سکا کہ حضرت حارثہ بن نعمان نے خاندانِ صدیقی کو کوئی مکان یا آراضی ہدیہ کی ہو۔ البتہ روایات میں واضح طور سے یہ آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے مخیر وصاحبانِ دل انصار کرام نے اپنی تمام افتادہ زمینیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ وہبہ کر دی تھیں اور آپ نے انھیں میں سے صحابہ مہاجرین کو بالخصوص اور غریب صحابہ کرام کو بالعموم قطائع دئے تھے[۲۶]۔ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کے مکانات ہدیہ کرنے کے اس بیان میں دو روایتوں کے الفاظ کا فرق بھی الجھن پیدا کرتا اور تناقض وتصادم پیش کرتا ہے۔ ابن سعد کی ایک روایت میں ان کے مکانات کو مسجد نبوی کے ارد گرد اور قرب وجوار میں واقع ہونا بتایا گیا ہے جبکہ دوسری

روایت میں ان کے منازل نبوی کے قریب ہونے کی بات کہی گئی ہے۔ سمہودی نے پہلی روایت کے الفاظ نقل کر کے یہ تاویل کی ہے کہ آراضی حضرت حارثہ بن نعمان نے فراہم کی تھی اور آپ نے ان پر حجرے تعمیر کیے تھے۔ ظاہر ہے کہ دوسری روایت میں یہ تاویل نہیں چل سکتی کہ وہاں واضح طور سے منازل/مکاناتِ نبوی کی پہلے سے موجودگی کا پتہ دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہاں تاویل کرنے والے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ آراضی انھوں نے ہدیہ وہبہ کی تھی جس پر بعد میں مکاناتِ نبوی تعمیر کیے گئے۔ لیکن یہاں بھی زیادہ قدیم روایات سے اور دوسرے شواہد سے تناقض تو برقرار ہی رہتا ہے۔

تمام روایات و اخبار، بیانات وتاویلات کے تناقض وتصادم کو دور کر کے جمع و تطبیق پیدا کرنے کی ایک راہ تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسجد نبوی کے متصل دو حجرے تو آپ نے تعمیر کرائے تھے اور اس کے لیے زمین و سامانِ تعمیر حضرات سہل و سہیل کے مربد (باڑے) اور عام صحابہ کرام کے عطایا سے آیا تھا جیسا کہ مسجدِ نبوی کے لیے آیا تھا یا آراضی کسی اور نے فراہم کی تھی۔ وہ صاحبِ خیر اور جاں نثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حارثہ بن نعمان بھی ہو سکتے ہیں یا ان کے سوا کوئی دوسرا بھی جس کی تصریح ابھی تک مجھے نہیں مل سکی۔ البتہ بعد میں جب آپ نے دوسری شادیاں کیں تو ممکن ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکانات آپ کی ازواج کے لیے ہدیہ کیے گئے ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے بعد حضرت حارثہ بن نعمان کے ایک مکان کا ہدیہ کیا جانا تقریباً حتمی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حارثہ نے اور بھی مکانات آپ کو ہدیہ کیے تھے اسی بنا پر آپ کو حضرت فاطمہ کی درخواست پر ان کے لیے حضرت حارثہ سے مکان مانگنے میں تامل تھا اور آپ کو حیا آتی تھی۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ حضرت فاطمہ کی شادی سے قبل صرف دو ازواج مطہرات تھیں اور انھیں کے لیے مکانات کا ہدیۂ حارثہ آیا تھا جس کا اشارہ روایت میں پایا جاتا ہے مگر یہ قیاس واستنباط ہے جو متصادم و واضح روایات کی موجودگی میں باطل ہو جاتا ہے البتہ واقعاتی شہادت یہ بتاتی ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے کچھ مکانات آپ کی دو دختران نیک اختر —— حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم —— اور آپ کے عزیز موالی حضرات زید بن حارثہ، اسامہ بن زید اور ان کی والدہ ام ایمن کے قیام و سکونت کے لیے فراہم کیے گئے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ شادی سے قبل حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم جو ہجرتِ مدینہ کے بعد بالترتیب ڈیڑھ سال اور دو سال بعد ہوئی وہ کسی نہ کسی گھر میں قیام پذیر تھیں اور وہ گھر امہات المومنین کے دو حجرے نہ تھے کہ ان میں اتنی گنجائش

نہ تھی۔ ابھی تک کسی روایت سے یہ نہیں معلوم ہوسکا کہ وہ ان حجراتِ نبوی میں کبھی قیام پزیر رہی تھیں۔ یہ نکتہ ابھی بحث طلب بلکہ تحقیق طلب ہے[۳۱]

لیکن دوسری طرف بعض روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ نے ایک دو نہیں بلکہ کچھ گھر (بیوت) تعمیر کرائے تھے۔ چونکہ اس وقت آپ کی صرف دو ازواج مطہرات تھیں لہٰذا قیاس و منطق یہی کہتی ہے کہ دو سے زیادہ حجرے ان دونوں دختروں اور موالیِ نبوی کے لیے تعمیر کیے گئے ہوں گے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو ایک روایت یہ صاف بتاتی ہے کہ وہ ان کی تعمیر کے بعد ان میں سے کسی میں منتقل ہو گئی تھیں۔ یہی صورتِ حال حضرت ام کلثوم کے باب میں بھی رہی ہوگی اور ممکن ہے کہ دونوں بہنیں اپنی شادیوں تک ایک ہی حجرے میں قیام پزیر رہی ہوں۔ یہاں سمہودی کی بیان کردہ اس روایت کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جو زرکشی نے حافظ شمس الدین ذہبی کی طرف منسوب کی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد تعمیر کی اس وقت آپ کے نو گھروں (تسعۃ ابیات) کے بنانے / تعمیر کرنے سے متعلق کوئی روایت ہم تک نہیں پہونچی اور میرا خیال نہیں کہ آپ نے ایسا کیا تھا۔ اس وقت آپ کو ام المومنین سودہ کے لیے ایک گھر کی ضرورت تھی اور دوسرے گھر کی حاجت اس وقت تک نہیں پڑی جب تک آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کرکے شوال ۲ھ میں اپنے گھر نہیں لے آئے۔ لہٰذا ان گھروں کو آپ نے مختلف اوقات میں تعمیر کرایا تھا۔ سمہودی نے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ان کے پہلے بیان یعنی حضرت حارثہ بن نعمان کے وقتاً فوقتاً مکانات ہدیہ کرنے کے بیان سے میل کھاتا ہے۔ البتہ وہ بھی یہ تسلیم کرکے رہ جاتے ہیں کہ بہرحال یہ بیان ذہبی اس روایت کے مخالف ہے جو پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ حضرت عائشہ کا گھر (بیت) مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی بنایا گیا تھا۔ ظاہری بات یہ ہے کہ وہ اس وقت بھی آپ کی زوجہ محترمہ تھیں البتہ آپ نے ان کی رخصتی نہیں کرائی تھی اور آپ کو وہ کرانی ہی تھی اس لیے آپ نے ان کا حجرہ بھی بنوا لیا تھا۔ سمہودی نے اس طرح بڑی خوبصورتی سے ذہبی اور زرکشی پر تنقید بھی کر دی اور اپنی تاویل کی لاج بھی رکھ لی۔ البتہ یہ سوال برقرار رہا، آپ نے جب مکانات تعمیر کرائے تو ان کے لیے ضروری سامان بالخصوص سامان تعمیر کہاں سے آیا تھا؟

سمہودی نے جس طرح واقدی کی ایک اکیلی روایت کی بنا پر قیاس واستنباط سے کام لیا اور تمام قدیم و متاخر روایات کی تاویل کرکے یہ ثابت کرنا چاہا کہ ازواجِ مطہرات کے سارے

مکانات حضرت حارثہ بن نعمان انصاریؓ کے ہدیہ و ہبہ کردہ تھے، اسی طرح بعض ناقدین کرام نے قیاسِ محض سے کام لے کر یہی ثابت کرنا چاہا ہے۔ انھوں نے ایک تو ظلم یہ کیا کہ تمام دوسری روایات کو جو واضح طور سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کو تعمیر کرنے کی بات کہتی ہیں قطعی نظرانداز کر دیا اور اپنے قیاس و استنباط کو واقعہ و روایت کا درجہ دے دیا اور اس سے بڑا ظلم یہ کیا کہ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سمیت تمام ازواج مطہرات کے مکانوں کی تعمیر کو بالحصر اور بالاطلاق سمہودی کا بیان قرار دے دیا حالانکہ اوپر کی بحث سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ سمہودی نے واقدی کی روایت کی بنا پر ایک نتیجہ نکالا ہے اور انھوں نے حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ کے حجروں کی تصریح ہرگز نہیں کی ہے جبکہ ناقدین کرام کے ہاں اس کی تصریح پائی جاتی ہے۔ سمہودی کی طرح وہ بھی قیاس سے کام لیتے تو کوئی حرج نہ تھا مگر سمہودی کی طرف اپنے قیاس کو منسوب کرنا اور پھر اس کو اول الذکر کا بیان قرار دینا تمام روایاتِ واضحہ کا خون کرنا ہے۔ مزید برآں انھوں نے جوشِ نقد اور خروشِ استدراک میں سمہودی کی بیان کردہ دوسری تمام روایات نظرانداز کر دیں کہ وہ ان کے دعوے کے خلاف پڑتی تھیں۔ لکھتے ہیں :

"وفاء الوفا میں صراحت ہے حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے مکانوں سمیت مسجد نبوی کے قریب اور اس کے اردگرد سارے مکان جو ازواج مطہرات کے زیر استعمال تھے۔ یہ سب مکان حضرت حارثہ بن نعمان کے تھے...." یہ صراحت تو ناقدین کرام کی ہے، سمہودی کی وفاء الوفا میں نہیں ہے۔ البتہ ان کا اگلا بیان ضرور سمہودی کی روایتِ متعلقہ کی صحیح نقل ہے۔ وفاء الوفا میں حضرت حارثہ بن نعمان کے مکانات کے ہدیہ کے ضمن میں حضرت عائشہ اور حضرت سودہ میں سے کسی کا نام نہیں آیا ہے اور نہ ہی ابن سعد وغیرہ کسی اور کے ہاں اس کی صراحت تو درکنار اشارہ تک ملتا ہے[۴۹]

(ج) مکاناتِ ازواجِ مطہرات کی سمت

ایک اہم بحث جو اصل مسئلہ پر بھی کافی روشنی ڈالتی ہے یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات مسجدِ نبوی کے کس رخ یا کن پہلوؤں پر واقع تھے۔ ابن سعد نے واقدی کی یہ روایت مالک بن ابی الرجال سے اور انھوں نے اپنے والد ابوالرجال سے اور انھوں نے اپنی ماں سے نقل کی ہے کہ تمام منازلِ ازواجِ نبوی بائیں پہلو میں ہوتے تھے اگر نمازی منبر نبوی کے سامنے

امام کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا[۳۰]۔ واقدی ہی کی دوسری روایت جو عبداللہ بن یزید ہذلی کی سند سے مروی ہے یہ بتاتی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جب اپنی امارتِ مدینہ کے دوران ان کو منہدم کیا تھا تو انھوں نے نو گھر ان کے حجروں سمیت (تسعۃ ابیات بحجرھا) گنے تھے اور وہ سب کے سب حضرت عائشہ کے گھر (بیت) اور مسجد کے اس دروازے تک تھے جو بابِ نبوی کے قریب تھا اور راوی کے زمانے میں حضرت اسماء بنت حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ کے گھر (منزل) تک پھیلے ہوئے تھے[۳۱]۔ سمہودی نے اس روایت پر دوسری روایات واحادیث کی روشنی میں خاصی مفصل بحث کی ہے۔ اول واقدی کی مذکورہ بالا روایت بیان کر کے اس کی یہ تشریح کی ہے کہ بابِ نبوی سے متصل باب کا جو ذکر اس میں آیا ہے اس سے مراد بابِ رحمت ہے اور اسماء بنت حسن کے مکان تک وسیع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بعض مکانات مسجد کی سمت سے خارج تھے کیونکہ اسماء بنت حسن کا مکان اس دروازہ کے مقابل تھا جو شامی جانب باب النساء سے متصل تھا[۳۲]۔ ابن سعد نے اپنی ایک روایت میں واضح کیا ہے کہ چھ امہات المومنین — حضرت ام سلمہ، حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان، حضرت زینب بنتِ خزیمہ، حضرت جویریہ بنت الحارث، حضرت میمونہ بنت الحارث اور حضرت زینب بنت جحش — کے مکانات شامی سمت میں تھے اور تین اور امہات المومنین — حضرت عائشہؓ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ — کے مکانات دوسرے پہلو میں تھے[۳۳]۔ سمہودی نے اپنے ہاں اس روایت کو اس فصل میں نظر انداز کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ ازواج مطہرات کے مکانات کی سمتوں میں کافی مدد کرتی ہے۔ البتہ انھوں نے پہلے یہ شبہ وارد کیا کہ اس جہت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی وسیع نہ تھی لیکن پھر حضرت فاطمہؓ کے مکان کے بارے میں جو روایت وارد ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی بابِ مذکور تک پھیلی ہوئی تھی کیونکہ سمہودی کے خیال کے مطابق حضرت فاطمہ کا مکان اسی مذکورہ دروازہ پر ختم ہوتا تھا۔ اس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ مسجدِ نبوی اس باب تک نہ صرف وسیع تھی بلکہ بعض مذکورہ بالا مکان مسجد کے مقابل (محاذاۃ میں) نہ تھے اس کے بعد انھوں نے صحیح بخاری وغیرہ کی بعض روایات سے اس سلسلے میں استناد کیا ہے[۳۴]۔ اس پر تھوڑی سی بحث ذرا بعد میں کریں گے۔

ابن سعد کی جس روایت میں چھ اور تین امہات المومنین کے مکانات کی جو بالترتیب تعیین کی گئی ہے ذرا اس پر ایک نظر ڈالنا ضروری ہے کہ اس سے ازواجِ مطہرات کے

مکانات کی تعمیر سے متعلق زیرِ بحث مسئلہ اور واضح ہوگا۔ ابن سعد کی پہلی روایت جو واقدی نے مالک بن ابی الرجال سے نقل کی ہے وہ واقدی کی نگاہ میں ابعد غیر ممکن و ناقابل قبول ہے کیونکہ عوف بن حارث کی روایت کے مطابق تمام نو ازواج مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع نہیں ہوسکیں۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس حضرت ام سلمہؓ کے آنے سے قبل تھیں اور ان کی وفات کے بعد حضرت ام سلمہ سے آپ نے شادی کی اور ان کے گھر میں حضرت ام سلمہؓ کو بسا دیا۔ پھر اسی سنہ میں آپ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے شادی کی اور حضرت سودہؓ حضرت عائشہؓ اور تمام دوسری امہات المومنین سے پہلے آپ کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔ حضرت سودہ اور حضرت عائشہ آپ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد آئیں۔ حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ ۷ھ میں آپ کے نکاح میں آئیں اور اسی برس حضرت صفیہ سے نکاح ہوا اور حضرت حفصہؓ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت زینب بنت خزیمہ اس سے قبل نکاح میں آچکی تھیں۔[۳۵] یہ روایت یہیں ختم ہوجاتی ہے مگر اس میں حضرت میمونہ بنت حارث کا ذکر نہیں ہے جو ابن سعد کے مطابق آپ کی آخری زوجہ محترمہ تھیں اور نہ ہی حضرت جویریہ بنت الحارث کا ذکر ہے جن سے غزوہ مریسیع کے بعد ۵ھ یا ۶ھ میں شادی کی تھی۔[۳۶] لہٰذا مختلف مکانات کی تعداد زمانہ کے لحاظ سے مختلف تھی۔[۳۷]

سمہودی نے ایک روایت ابن زبالہ کے حوالہ سے محمد بن ہلال کی نقل کی ہے۔ موخر الذکر نے اپنی آنکھ سے مکاناتِ ازواجِ مطہرات کو دیکھا تھا جو سمتِ قبلہ میں اور مشرق میں اور شامی سمت میں پھیلے ہوئے تھے اور مسجد نبوی کے غرب میں ان میں سے کوئی نہ تھا اور حضرت عائشہؓ کے مکان کا دروازہ شامی سمت کے رخ پر تھا۔[۳۸] عبداللہ بن زید ہذلی اور بعض اور رواۃ کی روایات سے اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے جو حضرت سودہ اور حضرت عائشہؓ اور حضرت صفیہؓ کے مکانات کی سمت دوسری بتاتی ہے اور بقیہ ازواج مطہرات کے مکانات کی سمت دوسری۔ اس روایت میں حضرت حفصہؓ کے مکان کی سمت بلکہ اس کی موجودگی تک کا حوالہ نہیں ہے اور اس کی تاویل یہ کی جاسکتی ہے کہ حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ کا مکان تو مالک بن ابی الرجال کی روایت پر نقدِ واقدی کے مطابق ایک تھے اور اس لحاظ سے ان کی تعداد صحیح ہوجاتی ہے۔ جہاں تک حضرت حفصہ کے مکان کی سمت و مقام کا تعلق ہے وہ حضرت عائشہ کے مکان سے متصل تھا جیسا کہ امام بخاری کی ایک روایت سے معلوم

ہوتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے جب آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (بیت) میں داخل ہونے کے لیے کسی مرد کی اجازت مانگنے کی آواز سنی۔ بعد میں آواز سن کر معلوم ہوا کہ وہ حضرت حفصہ کے رضاعی بھائی کی آواز تھی۔[۳۹] اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مکان بھی سمت قبلہ کی طرف تھا۔ بہر حال روایات کے تجزیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہ کے مکانات کی سمت الگ تھی اور بقیہ مکانات کی سمت دوسری۔ جہاں تک حضرت صفیہ کے مکان کا تعلق ہے وہ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کے مکانات کی سمت میں تو تھا تاہم ان سے متصل نہ تھا بلکہ کافی فاصلے پر یا خاصی دوری پر تھا۔ امام بخاری، امام ابوداؤد اور سمہودی کے مطابق حضرت صفیہ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے رات کے وقت مسجد نبوی تشریف لائیں جہاں آپ معتکف تھے۔ واپس ہونے لگیں تو آپ ان کو حفاظت کی غرض سے اور حسن معاشرت کے تقاضے کے مطابق حضرت ام سلمہ کے گھر کے دروازے تک پہونچانے گئے کیونکہ ان کا مسکن دار اسامہ بن زید میں تھا، اور وہاں انصار کے دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی اور آپ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ ہونے کی وضاحت کی تاکہ کوئی غلط فہمی نہ ہو۔ روایت کے مطابق یہ واقعہ رمضان کے آخری عشرے کا ہے۔ سمہودی نے اس پر یہ تبصرہ کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت صفیہ کا مکان ان حجروں میں نہیں تھا جو مسجد کے ارد گرد تھے (لم یکن مسکنھا فی الحجر المحیطہ بالمسجد) مزید کہا ہے کہ ابن شبہ نے حضرت اسامہ کے کسی گھر کے بنانے کا ذکر نہیں کیا البتہ یہ ضرور ذکر کیا ہے کہ ان کے والد نے دو گھر (دارین) بنائے تھے جن میں سے ایک مسجد کی توسیع کے وقت اس میں شامل کر دیا گیا اور شاید وہی مراد ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے[۴۰] یہاں ابن سعد کی اس روایت کا حوالہ بھی دہرایا جا سکتا ہے جس کے مطابق حضرت صفیہ کو شادی کے بعد حضرت حارثہ بن نعمان کے مکان میں اتارا گیا تھا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت حارثہ کے مکانات مسجد کے احاطہ یا قرب و جوار سے ذرا فاصلے پر تھے اور کم از کم حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے مکانات ان کے عطیہ سے نہیں آئے تھے۔ یہ بہر حال ایک قیاس و تخمینہ ہے اور تحقیق طلب ہے ممکن ہے کہ تلاش و تفحص سے کچھ اور روایات دستیاب ہو جائیں اور تحقیق و تدقیق سے کچھ اور نتائج اخذ کیے جا سکیں اور ان کی بنا پر یہ بتایا جا سکے کہ حضرت حارثہ بن نعمان کے مکانات کا

محلِ وقوع کیا تھا اور ان میں سے کتنے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج و اولاد اور دوسرے اہل کے لیے پیش کیے گئے تھے۔ حضرت حارثہ کے مکانات سے متعلق روایات سے ان کی صحیح تعداد کا علم نہیں ہوتا، یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ نے جتنی نئی شادیاں کیں ان کے مکانات آپ کی ازواجِ مطہرات کے لیے ہدیہ ہوتے گئے مگر اس روایت کے نقطۂ آغاز اور ان کے مکانات کی حتمی تعداد نہ معلوم ہوسکنے کے سبب یہ کہنا مشکل ہے کہ چھ سات نئی شادیوں میں سے ہر موقع پر ان کا مکان آپ کی ازواجِ مطہرات کے استعمال میں آیا تھا۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایک روایت کی بنا پر ہمارے قدیم و جدید راویوں اور ناقدوں کے ہاں تعمیم کا رواج ہے کہ وہ ایک شہادت کی بنا پر اس کو اصولِ عام اور قاعدہ کلیہ بنا دیتے ہیں اور یہاں بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

(د) حجراتِ نبوی کی تعمیری ساخت

اس بحث کا ایک اہم پہلو ازواجِ مطہرات کے مکانات کی ساخت و تعمیری تفصیل کا تجزیہ بھی ہے کہ اس سے ایک طرف تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج کے حسنِ معاشرت، سادگی اور تصنع و تکلف سے عاری اسلامی تہذیب و تمدن پر روشنی پڑتی ہے تو دوسری طرف اس عہد کے طرزِ تعمیر کی ایک جھلک بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ابن سعد کے ہاں جو مختلف روایات وارد ہوئی ہیں ان میں سے ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ مکانات (ابیات) میں چار میں اندرونی حجرے (حجر) تھے اور مکانات تو کچی اینٹوں (لبن) کے بنے ہوئے تھے جبکہ ان کے اندرونی حجرے کھجور کے تنوں/ٹٹیوں (جرید) سے بنائے گئے تھے۔ اور پانچ مکانات بغیر اندرونی حجروں کے تھے اور وہ کھجور کی ٹٹیوں (جرید) سے بنائے گئے تھے اور ان پر مٹی کا لیپ کر دیا گیا تھا (مطینۃ) اس روایت کے آخری راوی عمران بن انس نے ان کی پیمائش بھی کی تھی[۱۶] اس سے تھوڑی مختلف عبداللہ بن زید ہذلی کی مذکورہ بالا روایت ہے جو ان مکانات کو ولید بن عبدالملک کی خلافت میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کی امارتِ مدینہ کے زمانے میں ان کے انہدام کے وقت دیکھنے اور ملاحظہ کرنے کی وضاحت کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ نو کے نو مکانات حجروں سمیت تھے۔ گھر تو کچی اینٹ کے تھے اور ان کے حجرے کھجور کی ٹٹیوں کے تھے جن پر مٹی کا لیپ کر دیا گیا تھا

(کانت بیوتا باللبن ولا حجر من جرید مطرور بالطین، عددت تسعة ابیات بحجرها)[۴۲] واقدی کی ایک اور روایت جو عبداللہ بن عامر اسلمی کے حوالہ سے ابوبکر بن حزم سے نقل کی گئی یہ بتاتی ہے اور انھوں نے اپنے مصلی میں عبداللہ اسلمی سے اسے روایت کیا تا کہ یہ مصلی جو قبر مبارک کے کنارے پر واقع ستون (اسطوانة) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے راستے سے دوسری طرف متصل سمت کے درمیان تھا دراصل حضرت زینب بنت جحش کا مکان (بیت) تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز پڑھا کرتے تھے..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گھروں (بیوت) کو میں نے کھجور کی ٹٹیوں کا پایا جن پر مٹی کا لیپ کر دیا گیا تھا۔ ابن سعد نے اپنی ایک اور روایت میں جو قبیصہ بن عقبہ کے حوالے سے نجاد بن فروخ یربوعی کے واسطہ سے اہل مدینہ کے ایک شیخ نامعلوم کی سند پر مروی ہے یہ بتایا ہے کہ حجرے کھجور کی ٹٹیوں کے بنے ہوئے تھے (جرائد النخل)[۴۳] عمران بن انس کی ایک اور روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ازواج مطہرات کے حجرے کھجور کی ٹٹیوں (جرید النخل) کے تھے[۴۴] سمہودی کے ہاں بھی یہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن زبالہ کی روایت میں تمام مکانات (بیوت) کو کھجور کی ٹٹیوں کا بتایا گیا ہے جبکہ عبداللہ بن یزید ہذلی کی روایت میں مکانات (بیوت) کچی اینٹوں (لبن) اور ان کے حجرے (حجر) مٹی سے لیپ کیے ہوئے بتائے گئے ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے حضرت ام سلمہ نے اپنے گھر (بیت) اور حجرے (حجرتہا) دونوں کو کچی اینٹوں سے بنا لیا تھا۔ سمہودی نے اسی طرح عمران بن ابی انس کی مذکورہ بالا دونوں روایات ذکر کی ہیں جن میں سے ایک سے چار مکانات کے اینٹوں سے اور ان کے حجروں کے کھجور کی ٹٹیوں سے اور پانچ گھروں کے بلا حجرے ہوتے اور کھجور کی ٹٹیوں سے بنے ہونے کا ذکر ہے۔ انھوں نے رزین کے حوالے سے عبداللہ بن یزید ہذلی کی ایک اور روایت آزادانہ بیان کی ہے جس کے مطابق تمام مکانات ازواج مطہرات کچی اینٹوں کے بنے ہوئے تھے ان کے گرد کھجور کی ٹٹیوں کے حجرے تھے اور پھیلے ہوئے تھے سوائے حضرت ام سلمہ کے حجرے کے۔ ابن کثیر نے سہیلی کا بیان نقل کیا ہے کہ آپ کے مساکن کھجور کی ٹٹیوں کے تھے جن پر گارے کا لیپ تھا، ان کا کچھ حصہ پتھروں کو تلے اوپر رکھ کر بنایا گیا اور ان کی چھتیں سب کی سب کھجور کی تھیں۔ اس کے بعد انھوں نے بلا حوالہ یہ بھی کہا ہے کہ آپ کے حجرے شعر (کمبل) کے تھے جو عرعر کی لکڑی سے بندھے ہوئے تھے۔[۴۵] ان روایات میں کافی الجھن

پائی جاتی ہے مگر ان کے تجزیہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات کے دو حصے تھے ایک حصہ کچی اینٹوں کا بنا ہوا تھا اور دوسرا کھجور کی ٹٹیوں/شاخوں پتوں کا جمع وتطبیق کی صورت میں چار مکانات اور پانچ مکانات کی تقسیم والی روایت خاص مان کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض صرف کچی اینٹوں کے تھے اور ان کے حجرے کھجور کے اور بعض صرف کھجور کے مکانات تھے اور ان کے حجرے نہیں تھے اور حضرت ام سلمہ کا مکان وحجرہ دونوں اینٹوں کے تھے لیکن جن روایات میں آپ کے تعمیر کرانے کا ذکر آیا ہے وہ سب مکانات کو کچی اینٹوں کا بتاتی ہیں اور ان کی چھتوں کو کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنا ہوا قرار دیتی ہیں۔ ہمارے جدید مورخوں نے اس موضوع پر کسی نہ کسی ایک روایت کو قبول کرنے کی ریت اپنائی ہے [۳۳]

اوپر مذکور ہوئی مختلف روایاتِ مآخذ اور متعدد بیاناتِ متاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات کے دو حصے تھے: ایک جس کو روایات میں بیت، بیوت/ابیات کہا گیا ہے جو گھر کے معنیٰ میں ہے اور دوسرا حجرہ/حجر کہا گیا ہے اور اس کا بالعموم ترجمہ کمرے اور حجرے کیا گیا ہے۔ روایات سے یہ بالکل واضح ہوتا ہے کہ حجرے تو کھجور کے پتوں اور شاخوں کے تھے مگر مکانات/بیوت کچی اینٹوں کے تھے اور ان کے کچھ حصے ظاہراً بیرونی دیواروں کا کچھ حصہ پتھروں کو تہ بہ تہ جوڑ کر بنایا گیا تھا۔ دوسری بات یہ کہی گئی ہے کہ بیت/بیوت تو بیرونی حصہ تھا اور حجرہ اور حجر ان کا اندرونی حصہ گویا کہ وہ مکان کے کمرے تھے۔ لیکن بعض احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکانات (بیوت/ابیات) کے حجرے/کمرے ان کے اندرونی حصے نہیں تھے بلکہ کچی اینٹوں کے کمروں کو بیرونی جانب سے گھیرے ہوئے تھے اور وہ کھجور کی تیلیوں اور شاخوں وغیرہ سے ٹٹیوں کی مانند بنائے گئے تھے جس طرح آج کل ہمارے گاؤں میں صحنِ مکان ان سے بنا لیا جاتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں نماز پڑھا کرتے تھے اور حجرہ کی دیوار (جدار) چھوٹی تھی۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات (شخص) کو دیکھ لیا تو آپ کی نماز پڑھنے لگے اور صبح اس کے بارے میں چرچا کیا۔ دو یا تین راتوں میں انھوں نے ایسا کیا اور پھر آپ بیٹھ رہے اور نہیں نکلے مبادا کہ رات کی نماز فرض ہو جائے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حجرۂ عائشہ میں کھڑے ہونے پر مسجد نبوی سے آدمی کو دیکھا جا سکتا تھا اور وہ حجروں کے باہر ہونے کا پتہ دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ حجاب وستر وحیا کے اعتبار سے حضرت عائشہ اور دوسری ازواج مطہرات

ان بیوت و مکانات میں ہوتی تھیں جو اینٹ کے بنے ہوئے ان حجروں کے اندر تھے حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے بارے میں ایک اور حدیث آئی ہے کہ نماز عصر کے وقت اس میں دھوپ بھری ہوتی تھی یہ بھی حجروں کے باہر ہونے کا پتہ دیتی ہے کہ اس میں اندرونی حصوں کی بہ نسبت زیادہ آسانی سے دھوپ بھر سکتی تھی۔ حضرت ام سلمہؓ کی حدیث گزر چکی جس کے مطابق انھوں نے لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کے لیے اپنے حجرے کو اینٹوں سے بنا لیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ اندرونی کمرہ ہوتا تو اس کو بنانے کی کیا ضرورت تھی کہ وہ بیت کی دیواروں سے پہلے ہی سے گھرا ہوا تھا۔ پھر ان حجروں کے دروازوں میں سے اکثر کو کمبل (شعر اسود) کا بتایا گیا ہے لیکن بعض روایات میں بالخصوص حضرت حسن بصری کی سند پر مذکور روایت میں ان کو سرو کے درخت کی لکڑی کے پردے (اکسیۃ من خشب عرعر) کہا گیا ہے۔ اور سب سے اہم یہ کہ بعض روایات میں جیسے عبد اللہ بن یزید ہذلی کی روایت ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات کو اینٹوں کا بنا ہونے کے ساتھ ان کے حجروں کو ان کے اردگرد کھجور کی شاخوں پتوں سے بنا ہوا بتایا گیا (رأیت بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم.... مبنیۃ باللبن حولہا حجر من جرید ممدودۃ الاحجرۃ ام سلمہ) نہ صرف ان کو بیوت کے اردگرد (حولہا) بتایا گیا ہے بلکہ ان کو ان کے اردگرد پھیلا ہوا (ممدودہ) بھی بتایا گیا ہے۔ ان روایات سے اور ان جیسی دوسری روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حجرات نبوی مکانات / بیوت نبوی کے اردگرد پھیلے ہوئے تھے۔[۲۵]

بعض اور روایات و شواہد و قرائن جن سے ازواجِ مطہرات کے مکانات کے دو حصوں بیت اور حجرہ کے فرق کے ساتھ ساتھ بیوت کے اندرونی حصے اور حجرات کے بیرونی حصے ہونے کا علم ہوتا ہے ان میں قرآنِ کریم کی سب سے اہم شہادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے مکانات (بیوت) کی طرف دو آیات کریمہ سورہ احزاب[۳۳-۳۴] میں واضح حوالہ دیا ہے اور اسی طرح اسی سورہ کی آیت ۵۳ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کی طرف "بیوت النبی" کے الفاظ سے اشارہ کیا ہے اور بلا اجازت داخلہ سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے سورۂ حجرات[۴] میں ایک جگہ غیر عاقل بدوؤں کے بارے میں کہا ہے کہ وہ آپ کو بے عقلی سے حجرات کے پیچھے سے زور کی آواز سے پکار کر بلاتے ہیں۔ قرآن مجید نے "بیوت" اور "حجرات" میں فرق کیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ فرق بلا وجہ نہیں بلکہ اس کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ بیوتِ ازواج کے بیرونی حصے حجرات ہوتے تھے جن کے پیچھے سے غیر مہذب بدوی پکارتے تھے۔ ان کے بیوت

کے اندرونی حصے یا کمرے ہونے کی صورت میں ان کے پیچھے سے پکارنے کا کوئی مفہوم نہیں رہ جاتا اور ظاہر ہے کہ حجرات کو بیوت کا مترادف نہیں سمجھا جا سکتا۔[۵۳] سورہ احزاب ۵۳ کی تفسیر میں احادیث نبوی سے بھی بیوت اور حُجر کا فرق واضح ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت زینب بنت جحشؓ سے شادی کے بعد آپ نے دعوتِ ولیمہ کی۔ لوگ کھانا کھا کر چلے گئے مگر کچھ لوگ بیٹھے رہ گئے آپ کو حجاب محسوس ہوا تو آپ حضرت عائشہ کے حجرہ کی طرف گئے اور ان کو سلام و کلام کر کے تمام ازواج مطہرات کے حجروں کے پاس اسی طرح سلام و کلام کر کے پھر حضرت زینب کے گھر واپس آئے تو ان کو باتیں کرتے پایا چنانچہ پھر آپ حجرۂ عائشہؓ کی طرف روانہ ہو گئے اسی دوران وہ لوگ چلے گئے تو آپ پلٹے اور دروازہ کی دہلیز میں پیر رکھا ایک باہر تھا اور دوسرا اندر کہ آپ نے پردہ گرا دیا اور پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔[۵۴] یہاں ابن سعد کی اس روایت کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کی شادی پر آپ نے جو ولیمہ کی دعوت کی تھی اس میں اتنے لوگ آئے کہ ان کے مکان (بیت) اور ان کے حجرے میں بھر گئے اور کھا کھا کر سیر ہو کر نکلتے رہے۔ اس میں مکان و حجرہ کا فرق بہت واضح ہے۔ اس کے علاوہ عید کے دن حبشیوں کا کھیل دیکھنے والی حدیث عائشہ اور بعض ازواج مطہرات کی موجودگی میں حضرت ابن ام مکتوم کی آمد پر ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ کرنے کی تاکید والی حدیث اور بعض اور ایسی ہی اور احادیث و روایات سے بالواسطہ حجروں کے باہری جانب ہونے کا مفہوم ملتا ہے۔ ان مختلف روایتی شہادتوں، قرینوں اور استنباطوں سے اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ بیوت نبوی اندرونی کمرے تھے اور حجرے ان کے بیرونی ٹٹیوں والے صحن۔[۵۵]

ازواجِ مطہرات کے مکانات کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی کا جہاں تک تعلق ہے تو بہت کم روایات ملتی ہیں۔ ابن سعد کے ہاں عمران بن ابی انس والی روایت میں پردے کی دیوار (ستر) کی پیمائش تین ہاتھ لمبی اور ایک ہاتھ ڈیڑھ کے برابر یا اس سے کم چوڑی بتائی گئی ہے۔ سمہودی کی روایت اس سے زیادہ واضح ہے جس میں لفظ ساتر (پردہ) استعمال ہوا ہے اور اس کی لمبائی چوڑائی تین ہاتھ (اذرع) اور پونے دو ہاتھ (ثلاثة اذرع فی ذراع وعظم الذراع) بتائی گئی ہے۔[۵۶] اونچائی کے سلسلہ میں ابن سعد اور سمہودی نے حضرت حسن بصری کی ایک عینی شہادت نقل کی ہے جس کا مجموعی لب لباب یہ ہے کہ میں عہد عثمانی میں نوخیز نوجوان (غلام مراھق) تھا اور اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں

(بیوت) میں داخل ہوا کرتا تھا اور چھت کو اپنے ہاتھ سے چھو لیا کرتا تھا۔ مولانا شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ یہ مکانات چھ چھ، سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے۔ اور اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا اور جو طبقات ابن سعد اور وفا والوفا کا حوالہ دیا ہے اس سے ان دو بیانات یعنی کھڑے آدمی کے چھتوں کو چھو لینے اور دروازوں پر کمبل کے پردوں کے پڑے ہونے کی تصدیق ہوتی ہے مگر لمبائی چوڑائی کی تصدیق نہیں ہوتی۔ غالباً ان کی پیروی میں سید سلیمان ندوی نے بھی حضرت عائشہؓ کے "حجرے کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی" لکھ دیا ہے اور کئی مزید بیانات کے بعد مسند احمد ابن حنبل، ابن سعد، ادب المفرد، امام بخاری باب البناء اور سمہودی باب ۴ فصل ۲ کا حوالہ دیا ہے اور ان سے حجرے کی وسعت کی تصدیق ابھی تک تحقیق طلب ہے۔ حدیث و سیرت کی مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکانات بہت چھوٹے ہوتے تھے اور ان میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ مطہرہ کے قیام وسکونت کی ہی گنجائش ہوتی تھی جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس میں ام المومنین کے بستر پر عرض میں دراز ہونے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا ذکر آیا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ جیسا طویل القامت بخوبی اس میں آجاسکتا تھا۔[۵۲]

ان مکاناتِ نبوی کے دروازوں کے بارے میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کم ازکم دو دروازے ضرور ہوتے تھے ان میں سے ایک صحن مسجد نبوی میں کھلتا تھا اور دوسرا مخالف سمت میں مشرق کی جانب راستہ عام/گزرگاہ نبوی کی سمت میں حضرت عائشہؓ کے حجرے کے باب میں سید سلیمان ندوی کا یہ بیان صحیح ہے کہ "اس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر مغرب رخ اس طرح واقع تھا کہ گویا مسجد نبوی اس کا صحن بن گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی دروازہ سے ہو کر مسجد میں داخل ہوتے تھے۔ جب مسجد میں معتکف ہوتے تو سر مبارک حجرے کے اندر کر دیتے اور حضرت عائشہؓ بالوں میں کنگھا کر دیتیں۔ کبھی مسجد میں بیٹھے بیٹھے حجرہ کے اندر ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مانگ لیتے۔"[۵۳] اس کے ساتھ مولانا شبلی کا یہ بیان ہے کہ "یہ مکانات مسجد سے اس قدر متصل تھے کہ جب آپ مسجد میں اعتکاف میں ہوتے تو مسجد سے سر نکال دیتے اور ازواج مطہرات گھر میں بیٹھے بیٹھے آپ کے بال دھو دیتی تھیں۔"[۵۴] مگر انھوں نے اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ سلیمان ندوی کے بیانات کی تصدیق نہ صرف مذکورہ بالا روایات سے ہوتی

ہے بلکہ صحیح بخاری کی ایک اور روایت سے بالواسطہ ہوتی ہے جس کے مطابق حضرت عائشہؓ کے گھر میں دھوپ (شمس) بھری ہوتی تھی جب آپ نمازِ عصر پڑھا کرتے تھے۔ ابن سعد نے واضح طور سے ایک روایت میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے دروازے کے مقابل مسجد میں ایک دروازہ کھول لیا تھا۔[۵۵] اس کے علاوہ بعض اور روایات ملتی ہیں جن سے صحن مسجد کی طرف اور شاہراہ کی طرف دو دروازوں کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے ابن سعد اور سمہودی وغیرہ کی روایات کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ ان دروازوں میں عرعر (سرو) یا ساج (ساگوان) کی لکڑی استعمال کی گئی تھی اور وہ ایک پٹ کے تھے اور وہ بند نہ کیا جاتا تھا۔ دروازوں میں بعض روایات کے مطابق کنڈے (حلق) نہ تھے اور ان کو اظافیر (انگلیوں کے ناخنوں) سے بجایا جاتا تھا۔[۵۶] تاکہ اجازتِ داخلہ طلب کی جائے یا بلایا جائے۔ اوپر کی بعض روایات میں آچکا ہے کہ ان پر سیاہ کمبل کے پردے پڑے رہتے تھے اور ان کی لمبائی چوڑائی تین اور پونے دو ہاتھ تھی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار حضرت عائشہؓ نے اچھے کپڑے کا پردہ ڈال دیا تھا جس میں تصویریں تھیں تو آپ نے اس کو اتروا دیا۔[۵۷]

(س) مکاناتِ ازواج کا انہدام اور مسجدِ نبوی میں ادغام

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ خاص جس میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا تھا مدفنِ نبوی بن گیا اور حضرت عائشہؓ دوسرے حجرے میں منتقل ہوگئیں۔ ازواج مطہرات کے یہ نو حجرے ولید بن عبدالملک کی خلافت اور عمر بن عبدالعزیز کی امارتِ مدینہ تک اپنی حالتوں پر باقی رہے۔ جیسا کہ ابن سعد، سمہودی وغیرہ کی روایات سے معلوم ہوچکا ہے اور پھر وہ منہدم کرکے مسجد نبوی کی توسیعِ اموی کے وقت اس میں شامل کردئے گئے۔ روایات میں آتا ہے کہ ان میں سے ایک حضرت معاویہ نے خرید لیا تھا اور اس کی عظیم مالک حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو تاحیات رہنے کا حق دیا تھا اور بعض حجرات کے فروخت ہونے اور ان کی قیمت کے صدقہ کیے جانے کی روایات بھی ملتی ہیں۔ لیکن یہ بہرحال واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کی مسجد نبوی کی توسیع میں ازواج مطہرات کے مکانات کو ہاتھ نہیں لگایا گیا کہ بیشتر باحیات اور ان میں بس رہی تھیں۔ البتہ جب حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں بیشتر ازواج اور یزید بن معاویہ کی خلافت کے سال اول میں آخری زوجہ

مطہرہ کی وفات ہوگئی تو وہ مکانات بالکل خالی ہوگئے اوران میں رہنے والا کوئی نہ رہا کہ وہ وراثت میں تقسیم ہوسکتے تھے اور نہ فروخت کیے جاسکتے تھے۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں ان کو مسجدِ نبوی میں شامل کردیا گیا۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت یہ مکانات منہدم کیے گئے مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا اور لوگ کثرت سے روتے ہوئے اپنے گھروں سے نکل آئے کہ ان کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور نشانی مٹ گئی۔ بعض صحابہ کرام کے فرزندوں اور بزرگوں کو خیال تھا کہ ان کو ان کی حالت پر باقی رکھا جاتا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سکونت نبوی اور تعمیر نبوی کی سنت کتنی سادہ اور قابل عمل تھی اور شاندار مکانات بنانے والوں کو اس سے نصیحت وعبرت ہوتی۔ خیال یہ بھی اچھا ہے مگر مسجدِ نبوی میں ان مکانات کی شمولیت وادغام ان کے شایانِ شان بھی تھا اور روحِ اسلام وتعلیماتِ نبوی کے مطابق بھی[۹۵]۔

(ص) آخری تجزیہ

اسلامی تاریخ وسیرتِ نبوی کے تمام اہم اصلی مآخذ اور ثانوی وجدید مراجع کی مختلف ومتعدد اور بسا اوقات منافی ومتناقض روایات اور متصادم ومخالف بیانات کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد آخری تجزیے میں ازواجِ مطہرات کے مکانات کی جو تصویر ہمارے علم وآگہی کے بعد ابھرتی ہے وہ یہ ہے کہ مستند روایات کی غالب اکثریت اور تاریخی شواہد کی ناقابل تردید شہادت اس نقطۂ نظر کے حق میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کی سکونت وقیام کے لیے بیشتر مکانات تعمیر کرائے تھے۔ ان کی آراضی اور تعمیراتی اسباب حتمی طور سے صحابۂ کرام بالخصوص مدینۂ منورہ کے جاں نثار ومخیر انصارِ عظام کے عطایا وہدایا سے آئے تھے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حارثہ بن نعمان انصاری نے اپنے مکانات نئی ازواجِ مطہرات یا اہلِ بیت نبوی کے لیے پیش کیے تھے۔ ان روایات کا تجزیہ بتاتا ہے کہ انھوں نے کچھ مکانات اور کچھ آراضی وغیرہ ضرور پیش کی تھی مگر دوسرے انصاری حضرات بالخصوص بنو نجار بن خزرج کے ان صاحبانِ دل اور جاں نثارانِ رسول کا زیادہ حصہ تھا جن کے محلے میں مسجدِ نبوی اور ازواجِ مطہرات کے مکانات واقع تھے۔ تعمیرِ مکانات کے اخراجات میں بعض امہات المومنین کی مساعی کا بھی قابلِ قدر حصہ تھا۔ آراضی ومکانات اور تعمیراتی سامان کی فراہمی میں، خواہ وہ مسجدِ نبوی کی ہو یا مکاناتِ نبوی کی، متعین طور سے کسی ایک صحابی یا چند صحابۂ کرام کی تعیین کرنی ہماری ابھی تک کی دستیاب معلومات کے مطابق تقریباً محال ہے۔

ازواجِ مطہرات کے مکانات کی سمت کے بارے میں جو مختلف روایات آئی ہیں ان کے تجزیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسجدِ نبوی کی تین سمتوں مشرق، شمال اور جنوب ۔ میں وہ سب کے سب واقع تھے اور مغربی سمت میں کوئی مکان نہ تھا ۔ حضرت عائشہ کے حجرۂ شریفہ اور بیت مبارکہ کی تعیینِ سمت تو سیرتِ نبوی کی حقانیت کی مانند حتمی ہے کہ وہ آج بھی رسولِ مطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقدِ مبارک کی سعادت کی بدولت اپنی جگہ قائم ہے ۔ اس کے دونوں جانب حضرت سودہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے مکاناتِ مقدسہ تھے اور اول الذکر سمتِ مشرق میں اور موخر الذکر جانب جنوب میں ۔ بعد میں جو ازواجِ مطہرات خدمتِ نبوی میں آتی گئیں ان کے مکانات بنتے گئے اور حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینب بنتِ خزیمہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت زینب بنت جحشؓ اور حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت میمونہ بنت حارث کے مکانات شامی جانب مسجدِ نبوی کے باب النسا تک وسیع تھے ۔ حضرت صفیہ کا مکان دارِ اسامہ بن زید میں غالباً جنوبی سمت میں ذرا فاصلے پر تھا ۔ گویا مسجدِ نبوی کے بابِ رحمت سے بابِ نسا تک زیادہ تر مکانات تھے اور کچھ جانبِ جنوب یا سمتِ قبلہ میں تھے ۔ یہ بحث مزید تحقیق کی محتاج ہے اور بشرطِ فراہمیٔ مواد اور توفیقِ الٰہی اس پر گفتگو کی جا سکتی ہے ۔ فی الوقت یہ تقریباً یقینی ہے کہ مسجد کے غرب میں کوئی مکانِ نبوی نہ تھا اور صرف تین سمتوں میں وہ واقع تھے ۔

ساخت و تعمیر کے اعتبار سے مکاناتِ نبوی دو حصوں میں منقسم تھے ۔ اندرونی حصے اور بیرونی حصے جو بالترتیب بیوت اور حُجَر ماخذ اصلی میں کہے گئے ہیں ۔ زیادہ تر مؤلفینِ سیرت نے اندرونی و بیرونی حصوں کی تقسیم نہیں کی ہے مگر بنیادی مراجع سے یہ تقسیم حتمی نظر آتی ہے یعنی بیوت و ابیات وہ کمرے تھے جو حجرات / حجروں کے اندر واقع تھے ۔ کمروں (بیوت و ابیات) چار دیواری والے مسقف حصے تھے اور ان کے ارد گرد یا باہر کی طرف جو صحنِ مسجدِ نبوی کی یا مخالف سمت تھی یہ چھوٹے چھوٹے حجرے تھے جو گاؤں اور دیہاتوں میں بنائی جانے والی ٹٹیوں کے مانند تھے اور جو بند کمروں کو صحن / دالان عطا کرتے تھے ۔ بیوت کے دو دروازے ہوتے تھے جن میں سے ایک براہِ راست مسجدِ نبوی میں کھلتا تھا اور دوسرا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس گزرگاہ کی طرف جس سے آپ بالعموم دوسری ازواجِ مطہرات کے مکانات کی طرف تشریف لے جایا کرتے تھے ۔

اپنی بناوٹ کے لحاظ سے ازواجِ مطہرات کے مکانات (بیوت / ابیات) کے کچھ حصے ترجیحی طور سے ان کی بنیادوں سے کرسی تک کے حصے پتھروں کو تہ بہ تہ رکھ کر بنائے گئے تھے جبکہ

ان کی دیواریں کچی اینٹوں (لبن) سے جو تھوپنے کے بعد دھوپ میں خشک کرلی جاتی تھیں بنائی گئی تھیں اور ان کی چھتیں کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنائی گئی تھیں اور بارش سے بچنے کی خاطر غالباً ان پر دبیز کمبل ڈال دئے جاتے تھے۔ اندرونی حصوں میں معمولی مختصر سامانِ ضرورت رکھنے کے لیے ایک الماری نما خانہ (سہوۃ) بنالیا جاتا تھا، جبکہ بیرونی حجرے کھجور کی شاخوں اور ٹٹیوں (جرید النخل) سے بنائے گئے تھے اور ان پر مٹی کے گارے سے لیپ کرکے ان کے رخنوں کو نظرِ بد اور ہوا وغیرہ سے بچانے کے لیے اور ان کی مضبوطی کی خاطر بند کردیا گیا تھا۔

پیمائش کے اعتبار سے ان مکانات (بیوت/ابیات) کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی بہت مختصر تھی۔ وہ بقول شخصے چھ چھ سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے گویا نو دس فیٹ چوڑے اور بارہ پندرہ فیٹ لمبے تھے۔ ان میں بمشکل تمام میاں بیوی اور ان کا ضروری اور مختصر سامان مع ان کے بستروں (سریر) کے سماسکتا تھا۔ ان کی لمبائی چوڑائی خاص کر ابھی تک تحقیق طلب ہے۔ ان کی اونچائی کھڑے ہونے کی حالت میں ایک نوجوان کے ہاتھوں سے چھو لینے کی حد سے باہر نہ تھی اور اپنے وقت کا طویل قامت آدمی ان میں بہ آسانی اور سر جھکائے بغیر داخل ہوسکتا تھا۔ کمروں (بیوت/ابیات) کے دروازوں پر لکڑی خواہ وہ سرو ہو یا ساج کے کواڑ تھے اور وہ زیادہ تر ایک پٹ کے تھے اور ان کو اکثر بند کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ دروازوں پر اور حجروں کے نکاس پر سیاہ کمبل کے کھردرے پردے محض عفتِ نگاہ اور طہارتِ دل کے لیے ڈالے گئے تھے جو بالعموم پونے دو دو ہاتھ چوڑے اور تین ہاتھ لمبے ہوتے تھے۔ یعنی دروازہ کی مساحت کے برابر ان کی لمبائی چوڑائی تھی۔

تعلیقات وحواشی

سلہ یہاں میں یہ اعتراف کرتا چلوں کہ اس مقالہ کی تحریک مولانا سلطان احمد اصلاحی کے اس نقد و استدراک سے ہوئی جو انھوں نے "ازواج مطہرات کے مکانوں کے مسئلہ" کے عنوان سے مجلہ تحقیقات اسلامی، علی گڑھ اپریل جون ۱۹۹۰ء میں میرے مضمون بعنوان "معیشت نبوی ـــ مدینہ منورہ میں" مطبوعہ مجلہ مذکورہ بالا کے دو شماروں اکتوبر ـــ دسمبر ۱۹۸۹ء اور جنوری ـــ مارچ ۱۹۹۰ء میں کیا ہے۔ میں نے یہ مضمون ایک ہی قسط میں لکھا تھا اور اسے مدیر محترم کے حوالہ کردیا تھا۔ مولانا محترم نے اسے دو قسطوں میں شائع کیا اور اس سے جو عدم وضاحت پیدا ہوئی اس کی ذمہ داری میری نہیں۔ دوسرا اعتراف یہ کروں کہ مجھے بہرحال سمہودی بلکہ ان سے پہلے ابن سعد

کی اس روایت کا ذکر ضرور کرنا تھا جو وجہ نقد بنی۔ ناقد محترم کا یہ خیال صحیح ہے کہ اس تسامح کا سبب غیر معمولی عجلت ہی تھا۔

مولانا سلطان احمد اصلاحی کے نقد و استدراک سے بعض غلط فہمیاں پیدا ہونے کا امکان ہے اور مجھے "خوفِ فسادِ خلق" بھی لاحق ہے اس لیے مختصراً چند معروضات ان کے حوالہ سے قارئین گرامی کی خدمت میں پیش ہیں۔

جس خط کشیدہ جملہ کو مولانا اصلاحی نے اشکال پیدا کرنے والا سمجھا ہے میں نے اس میں بڑی ایمانداری سے اپنے قصورِ علم و تحقیق کا اعتراف کیا تھا۔ انھوں نے میرا منشا صحیح طور سے سمجھا کہ مکاناتِ ازواجِ مطہرات کی آراضی وغیرہ دینے والے صحابی یا صحابہ کرام کا اسم گرامی مجھے متعین طور پر نہیں معلوم ہو سکا۔ اس مقالہ کے لکھنے کے بعد بھی میرا موقف یہی ہے اور کچھ مدلل اور واضح تر بھی۔ پھر جسے انھوں نے "بنیادی اہمیت کی حامل بحث" قرار دے دیا ہے وہ معمولی نکتہ ہے۔ جب عطایائے صحابہ کرام کا واضح اعتراف کر لیا گیا تو پھر وہ جس شخص یا اس اشخاص کا بھی ہو کچھ زیادہ فرق نہیں پڑتا اور اگر پڑتا بھی ہے تو بہت معمولی۔ اصل نکتہ یہ تھا کہ وہ نبوی آمدنی یا ازواج کے وسائل سے بنے تھے یا عطایائے صحابہ کرام سے؟ اس کا واضح ذکر مضمون میں آچکا ہے۔ انھوں نے مولانا شبلی اور علامہ سید سلیمان ندوی کا ذکر ایسے کیا ہے گویا انھوں نے حضرت حارثہ بن نعمان کا جو حوالہ دیا ہے وہ نہ دینے کا میں نے قصور کیا ہو۔ ان دونوں بزرگوں کے اصل "مراجع کی طرف محول کر جانے" کا یہ مطلب تو نہیں کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں وہ نکتہ بیان بھی کیا ہے۔ چونکہ میری اپنی تحقیق نہ تھی اس لیے میں نے مولانا شبلی کے بیان کو نقل کر دیا اور ثانوی مآخذ کے حوالے اسی لیے دئے جاتے ہیں۔ پھر سیکڑوں حوالوں میں ایک یا دو ثانوی حوالوں کی گنجائش تو ہوتی ہے اور یوں بھی اسے حرام قرار نہیں دیا جا سکتا ورنہ اس جرم کے ارتکاب سے کوئی مبرا نہیں سمجھا جا سکتا۔ خود مولانا اصلاحی نے اپنے رسالہ "مشترک خاندانی نظام اور اسلام"، علی گڑھ ۱۹۸۸ء میں متعدد اہم نکات کے لیے ثانوی کتابوں پر بھروسہ کیا ہے مثلاً قرآن پاک میں "حجرات، بیوت النبی" اور بیوتکن سے ہر بیوی کے لیے الگ مکان مراد لینے کیلئے انھوں نے رحمۃ للعالمین ۱۵۶/۲ کا حوالہ دیا ہے (ص۲۲) اگلے صفحہ پر اسی کتاب کا حوالہ آپ کی کسی بیوی کے گھر تمام ازواج سے ملاقات کرنے کے لیے دیا ہے اور ایک دودھ والی اونٹنی ہر بیوی کے لیے فراہم کرنے اور ازواج کے فاضل دودھ کو خیرات کرنے کی بات اسی ثانوی ماخذ سے کہی ہے۔ ص۲۶ پر محمد یوسف کاندھلوی کی حیاۃ الصحابہ کے حوالے سے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ کے لیے الگ مکان ثابت کیا ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں۔

ان کے اصل اعتراض کا جائزہ تو اس مقالہ کے حواشی میں لیا گیا ہے لیکن یہاں دو ایک

باتیں کہنی ضروری معلوم ہوتی ہیں: اول یہ کہ سمہودی کے ہاں حضرت سودہ اور حضرت عائشہ کے مکانوں کی صراحت نہیں بلکہ یہ مولانا سلطان احمد کا قیاس ہے اور سمہودی کی طرف غلط انتساب۔ دوم مولانا موصوف نے عام روایت کو خاص بنادیا۔ سوم انھوں نے ایک روایت کی خاطر تمام دوسری روایات یکسر نظر انداز کر دیں۔ جس دیدہ ریزی اور خوردہ گیری سے انھوں نے میرے تسامحات کی نشاندہی کی ہے اس معیار سے کوئی فردِ بشر بچ نہیں سکتا۔

۲؎ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مرتبہ مصطفیٰ السقا، ابراہیم الابیاری، عبدالحفیظ شلبی، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ ۱۹۵۵ء قسم اول ص ۴۹۸، نے یہ روایت بلا سند صرف "قال ابن اسحاق" (ابن اسحاق نے کہا) سے شروع اور بیان کی ہے۔

۳؎ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت ۱۹۵۷ء، جلد اول ص ۲۴۰۔ پوری روایت کے لیے ملاحظہ ہو ص ۲۴۰-۲۳۹

۴؎ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۹۵۸ء، جلد ہشتم ص ۶۳-۶۲۔ اس روایت میں منزلِ ابی بکر سے کیا مراد ہے؟ ابن سعد کی ایک اور روایت جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ سُنح نامی مقام میں حضرت ابوبکر کا ذاتی مکان مراد ہونا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر اپنے انصاری میزبانوں کے ہاں سے کچھ مدت بعد منتقل ہوگئے تھے اور سنح جا بسے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی شادی کے بارے میں جو مزید روایات آتی ہیں ان سے بھی کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ تفصیل حاشیہ ۸ میں ملاحظہ ہو۔ حضرت عائشہ کی رقم مہر درہم میں پانچ سو بنتی ہے کہ ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے تھے۔ ملاحظہ ہو مسلم، کتاب النکاح، باب الصداق۔ ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب صداق النساء۔

۵؎ بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، دار المعارف قاہرہ ۱۹۵۹ء، جلد اول ص ۲۷۰-۲۶۹

۶؎ طبری، تاریخ الرسل والملوک، محمد ابوالفضل ابراہیم، قاہرہ ۱۹۶۱ء، دوم ص ۳۹۶ مسجد و مساکن کی تعمیر کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔

۷؎ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، تحقیق مصطفیٰ عبدالواحد، دار المعرفہ بیروت ۱۹۷۶ء، جلد دوم ص ۳۰۶ اور ص ۳۱۳ بالترتیب۔

۸؎ مقام سُنح کے لیے ملاحظہ ہو: ابن سعد، سوم ص ۱۷۴۔ طبری، تاریخ دوم ص ۴۰۰ نے حضرت ابوبکر کے خاندان والوں کے مدینہ آنے کے بعد سُنح میں قیام کرنے کا ذکر واضح طور سے کیا ہے۔

یاقوت حموی، معجم البلدان، دار صادر بیروت ۱۹۵۶ء، سوم ص ۲۶۵

ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، دوم صـ۳۱۴ میں واضح روایت ہے کہ اہل وعیال ابی بکر سُنح میں اترے جہاں حضرت ابوبکر کا ذاتی گھر تھا۔ آٹھ ماہ بعد شوال میں حضرت عائشہ کی رخصتی ہوئی/ نیز شبلی نعمانی، سیرت النبی، اعظم گڑھ ۱۹۸۳ء، اول صـ۲۸۷ نے صرف یہ لکھا ہے کہ "حضرت ابوبکر کا کارخانہ مقام سنح میں تھا جہاں وہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے" اور اس کے لیے ابن سعد جلد ۳ صـ۱۳۰ کا حوالہ دیا ہے۔ ابن سعد، سوم صـ۱۷۴ نے حضرت ابوبکر کے ہجرتِ مدینہ کے بعد براہِ راست سُنح ہی میں اترنے اور وہیں شادی کرکے بس جانے کا ذکر کیا ہے۔ لہٰذا حضرت عائشہ وغیرہ سمیت اہلِ خاندان کے سُنح ہی میں بعد ہجرت قیام کی روایت کی مزید توثیق ہوتی ہے اور اوپر کی روایت میں "منزلِ ابی بکر" کا جو حوالہ آیا ہے اس سے یہی مکان سُنح مراد معلوم ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ کی رخصتی سے متعلق جو روایات احادیث وسیر میں وارد ہوئی ہیں ان سے حضرت ابوبکر کا مکان ہی مراد ہے خواہ وہ سُنح کا مکان صدیقی ہو خواہ مسجدِ نبوی کے پاس والا دوسرا مکان ابی بکر جو انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیہ سے/اقطاع سے بعد میں بنایا تھا اور جہاں حضرت عائشہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان قیام وسکونت رکھتی تھیں۔ حدیث افک پر احادیث وسیر کی روایات ملاحظہ ہوں۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری صحیح باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت جابر کی روایت اور باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ میں حضرت عائشہ کی روایت جن سے حضرت ابوبکر کے اس گھر کا علم ہوتا ہے جو ہجرت کے بعد بنو حارث بن خزرج کے محلہ میں تھا اور جہاں وہ اتری تھیں۔

۹ سمہودی، کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مطبعۃ الآداب والمؤید مصر ۱۳۲۶ھ، جلد اول صـ۳۲۵ ابن قیم، زاد المعاد، مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاہرہ ۱۹۵۰ء دوم صـ۵۶ نیز ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، مصطفیٰ، مطبعۃ السعادۃ تحقیق مصطفیٰ عبدالواحد قاہرہ ۱۹۶۶ء، اول صـ۹-۲۵۷ نے تعمیر مکانات کی روایت نہیں دی ہے۔ یہ نادر مثالوں میں سے ہے۔

۱۰ شبلی نعمانی، اول صـ۲۸۱ کا پورا بیان اس سے زیادہ کا مدعی ہے "مسجدِ نبوی جب تعمیر ہو چکی تو مسجد سے متصل ہی آپ نے ازواجِ مطہرات کے لیے مکان بنوائے۔ اس وقت تک حضرت سودہ اور حضرت عائشہ عقدِ نکاح میں آچکی تھیں اس لیے دو ہی حجرے بنے۔ جب اور ازواج آتی گئیں تو اور مکانات بنتے گئے......"
اہم بات یہ ہے کہ مولانا موصوف کو حضرت حارثہ بن نعمان کے ہدیہ والی روایت معلوم تھی جیسا کہ ان کے ابن سعد اور سمہودی کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے پھر بھی انھوں نے ان کے ہدایا کا یہاں ذکر بھی نہیں کیا۔

محمد سلیمان منصور پوری۔ رحمۃ للعالمین، میں اس باب میں مجھے یہ بحث نہیں مل سکی۔

محمد ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، دار الکتاب دیوبند غیر مورخہ، جلد اول صـ۴۳۰ تحریر کرتے ہیں:

"جب آپ مسجد کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو ازواجِ مطہرات کے لیے حجروں کی بنیاد ڈالی اور سرِ دست دو حجرے تیار کرائے، ایک حضرت سودہ بنت زمعہ کے لیے، اور دوسرا حضرت عائشہ کے لیے۔ بقیہ حجرے بعد میں حسب ضرورت تعمیر ہوتے رہے۔" مولانا موصوف نے ایک اور روایت لکھی ہے جس پر مفصل بحث آگے آرہی ہے۔

عبدالرؤف دانا پوری، اصح السیر، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی ۱۹۳۲ء، ص ۱۰۱ لکھتے ہیں کہ ....."مسجد کے شرق میں حجرہ بنایا جس میں حضرت عائشہ صدیقہ آکر رہیں..... دوسرا حجرہ حضرت سودہ کے لیے بنا۔ تقریباً ایک سال میں یہ سب تیار رہوا..." اس سے پہلے والے صفحہ پر مولانا موصوف نے عیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیالِ ابی بکر کی مدینہ ہجرت کا ذکر کر کے کہا ہے کہ یہ سب لوگ حارثہ بن نعمان کے گھر ٹھہرے۔

سید سلیمان ندوی، سیرۃ عائشہ رضی اللہ عنہا، اعظم گڑھ ۱۹۸۹ء، ص ۱۷ ..... قافلہ جب مدینہ پہونچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجدِ نبوی اور اس کے آس پاس مکانات بنوا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادیاں حضرت فاطمہ اور حضرت ام کلثوم اور آپ کی بیوی حضرت سودہ بنت زمعہ اسی نئے گھر میں فروکش ہوئیں۔" سید صاحب نے "طبقات النساء، ابن سعد ص ۴۳ میں یہ کل تفصیل موجود ہے" سے اس کی سند فراہم کی ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور عالم، ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۸۰ء، دوم ص ۷۲، نے لکھا ہے: "مسجد نبوی سے متصل ہی حضورؐ نے ایک جانب اپنے لیے دو گھر بنائے: ایک حضرت سودہ کے لیے اور دوسرا حضرت عائشہؓ کے لیے۔" اس کے لیے انھوں نے کوئی حوالہ نہیں دیا البتہ بعد کے اپنے بیانات کے لیے جو حجرات کی تعمیری ساخت وغیرہ سے متعلق ہیں انھوں نے ابن سعد، تاریخ بخاری، مسندِ ابی یعلیٰ کے حوالے دئے ہیں۔ پھر "حضور کے اپنے گھروں میں منتقل ہونے سے قبل" ازواجِ مطہرات، بناتِ طاہرات اور آلِ ابی بکر کی مکہ سے مدینہ آمد کی مذکورہ بالا روایت طبرانی، ابن سعد، بلاذری، ابن عبدالبر کے حوالے سے دی ہے مگر کسی کی کتاب صفحہ وغیرہ کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

سید ابوالحسن علی ندوی، "السیرۃ النبویۃ"، دارالشروق جدہ ۱۹۸۹ء، نے مساکنِ نبوی کی تعمیر کا ذکر حضرت ابوایوب انصاری کے گھر میں سات ماہہ قیامِ نبوی کے ساتھ متصلاً کیا ہے اور ابن کثیر جلد دوم ص ۲۷۹ کی سند پر ابن سعد کی کتاب میں واقدی کی بیان کردہ روایت کا حوالہ دیا ہے اور فتح الباری کی ابن حجر سے اس کی توثیق نقل کی ہے۔ اور ابن اسحاق کی مذکورہ بالا روایت بھی غلطی سے ابن سعد کی جگہ "ابی سعد" چھپ گیا ہے۔

محمد حسین ہیکل، حیاۃ محمد، مکتبۃ النہضۃ المصریہ، قاہرہ ۱۹۵۲ء، ص ۲۲۰ نے واضح طور سے کہا ہے

کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد اور اپنے مساکن تعمیر کیے اور حضرت ابوایوب کے گھر سے ان میں منتقل ہو گئے"۔ حسب معمول کوئی حوالہ نہیں ہے۔

نیز ملاحظہ ہو صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، (اردو) المجلس العلمی علی گڑھ ۱۹۸۸ء، ص۲۸۹

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے بازو میں چند مکانات بھی تعمیر کیے.... یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجرے تھے۔ ان حجروں کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان سے یہیں منتقل ہو گئے"۔ اس کے حاشیہ ۱ میں انھوں نے صحیح بخاری ۱/۷۱، ۵۵۵، ۵۶۰ اور زاد المعاد، ۲/۵۶ کا حوالہ بھی دیا ہے۔

قدیم واصلی اور متوسط ومتاخر اور سب سے بعد میں عہد جدید کے تمام مولفین سیرت اور مورخین اسلام کا اگر اتفاق کہا جائے تو غلط نہ ہوگا اس بات پر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد شریف کے ساتھ ساتھ کم از کم دو حجرے پہلے مرحلے میں اور بعد میں مختلف اوقات میں مختلف مکانات تعمیر کرائے تھے۔ ان تمام روایات کے برخلاف وہ روایت ہے جو یہ بتانا چاہتی ہے کہ ازواج مطہرات کے مکانات حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے عطیات تھے۔ اس معارض روایت کو کیونکر قبول کیا جا سکتا ہے؟ اس موضوع پر بحث آگے آرہی ہے۔

۱۱؎ ابن سعد، اول ص۴۹۹ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، ہشتم، ص۱۶۶ نے یہ روایت پھر اسی سند سے بیان کی ہے اور دلچسپ بات ہے کہ یہاں عبداللہ بن زید کی جگہ عبداللہ بن یزید ہذلی موجود ہے۔

۱۲؎ سمہودی، وفاء الوفاء، اول ص۳۲۵ نیز ص۳۲۷۔ موخر الذکر کی حضرت ام سلمہ کے مکان کے بارے میں عبداللہ بن زید کی روایت کے لیے۔ ص۳۲۶ پر جہاں سے یہ روایت شروع ہوتی ہے عبداللہ بن یزید الہذلی ہے جبکہ ص۳۲۷ پر عبداللہ بن زید سے ظاہر ہے "یزید" غلطی سے نہیں چھپ گیا ہے بلکہ سمہودی کی "وفاداریٔ نقل" ہے کہ جیسا ابن سعد کے ہاں پایا بلا تغیر وتبدل اسی طرح نقل کر دیا۔

ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، اول ص۲۵۸ نے دلچسپ طریقے سے یہ روایت بھی نقل کی ہے اور اس سے قبل انھوں نے ازواج مطہرات کے مکانات کے بارے میں صرف حضرت حارثہ کے ہدیہ وعطیہ والی روایت ہی نقل کی ہے اور تعمیر نبوی سے متعلق کسی روایت کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ اس سے زیادہ اہم یہ نکتہ ہے کہ انھوں نے تو عبداللہ بن زید ہذلی ہی راوی کا نام لکھا تھا مگر محقق مصطفیٰ عبدالواحد نے ابن سعد سے اس کی تصویب کر کے عبداللہ بن یزید ہذلی کر دیا ہے۔ مولانا سلطان احمد اصلاحی "مشترک خاندانی نظام اور اسلام" ص۲۲ نے سب سے اہم تصویب یوں کی کہ راوی کے نام کو الٹ کر "زید بن عبداللہ ہذلی" کر دیا۔ وہ اسے

کاتب کی غلطی بھی بتا سکتے ہیں۔ واقدی نے اپنی کتاب المغازی میں عبداللہ بن زید ہذلی اور عبداللہ بن یزید ہذلی دونوں کا ذکر کیا ہے ملاحظہ ہو اول الذکر کے لیے ص ۸۲۸-۹ اور ص ۸۶۳ عبداللہ بن یزید ہذلی کے لیے ص ۴۰۹، ص ۵۷۱، ص ۷۸۰، ص ۸۲۲، ص ۸۶۲، ص ۸۶۷-۹۔ ان سے آٹھ روایات مروی ہیں اور بظاہر یہی راوی مراد ہیں اور عبداللہ بن زید تصحیف معلوم ہوتی ہے۔

۱۳ ابن سعد، اول ص ۲۳۸۔ نیز ملاحظہ ہو عبدالرؤف داناپوری، اصح السیر، ص ۱۰۹۔ انھوں نے عیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سرخی کے تحت آپ کے اور خاندان صدیقی کے عیال کے مدینہ آنے کا ذکر کرنے کے بعد "سب لوگوں کو حارثہ بن نعمان کے گھر ٹھہرا دیا ہے اور ابن سعد کا بلا حوالہ کتاب وغیرہ حوالہ دیا ہے مگر حارثہ کے گھر سب کے ٹھہرنے کا کوئی ثبوت نہیں فراہم کیا جبکہ ابن سعد کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ اور عیال ابی بکر زیادہ سے زیادہ ان کے گھر قیام پذیر ہوئے تھے اور عیال نبوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، حالانکہ یہ روایت بھی مجروح ہے۔

۱۴ ابن سعد، سوم ص ۱۷۴

۱۵ ابن ہشام اول ص ۵۰۵ میں حضرت خارجہ کا نام خارجہ بن زہیر دیا گیا ہے۔ ابن سعد، سوم ص ۱۷۴-۵ سے حضرت ابوبکر کی حضرت عمر سے مواخات کی ایک نہیں چار چار روایات بیان کی ہیں اور یہاں حضرت خارجہ بن زید یا ان کے کسی اور انصاری بھائی کا ذکر نہیں کیا ہے جبکہ اوّل ص ۲۳۸-۹ میں مہاجرین و انصار کے درمیان مواخاۃ اور اسلامی بھائیوں کی تعداد اور مواخاۃ کی اساس وغیرہ کا ذکر تو کیا ہے لیکن انفرادی جوڑوں کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ سوم ص ۵۲۴-۵ میں حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے سوانحی خاکہ میں نہ صرف ان کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کی مواخات کا ذکر کیا ہے بلکہ ان کی دختر حضرت حبیبہ بنت خارجہ سے ان کی شادی اور اس سے ان کی دختر صدیقی ام کلثوم کے پیدا ہونے کا حوالہ بھی دیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت خارجہ سے ان کی مواخاۃ کا ذکر ابن اسحاق کے حوالے سے بھی کیا ہے اور واقدی کی دو روایتوں سے بھی۔ ان میں سے پہلی محمد بن صالح کے حوالہ سے عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے جبکہ دوسری محمد بن عبداللہ کے واسطہ سے زہری سے اور ان کے ذریعہ سے عروہ سے جس کو موخر الذکر نے عبداللہ بن جعفر کے واسطے سے سعد بن ابراہیم سے نقل کیا ہے۔

بخاری، صحیح، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور باب تزویج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو روایات بالترتیب حضرت براء اور حضرت عائشہ سے نیز مسلم، صحیح، کتاب النکاح، سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ہجرت کے بعد بنو حارث کے محلہ میں اتری اور قیام پذیر ہوئی تھیں جہاں ان کے والد

ابوبکر صدیقؓ کا مکان تھا جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو ابن کثیر السیرۃ النبویۃ دوم ص۵-۱۴۱ خود حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ہم مدینہ میں آکر بنو الحارث بن الخزرج میں سُنح میں اترے۔

۱۶ ابن سعد، ہشتم، ص۳-۲۲

نیز ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، سیرت النبی اول ص۸-۲۶۷ پر حضرت فاطمہ کے لیے حضرت حارثہ بن نعمان کے مکان ہدیہ کرنے والی اس روایت کا حوالہ طبقات ابن سعد اور اصابہ دیا ہے جبکہ ص۲۸۸ پر حضرت حارثہ کے زمین پیش کرنے کا حوالہ بعض اور دوسرے بیانات کے ساتھ معجم البلدان سے دیا ہے۔ نیز ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ دوم ص۳-۱۷۲ نے شبلی نعمانی کے ذکر کردہ ماخذ کے حوالے دیئے ہیں۔

۱۷ ابن سعد، ہشتم ص۱۶۶ نے یہاں ایک خاص اضافہ کیا ہے کہ حضرت فاطمہ کے قول کی تشریح میں یہ جملہ نقل کیا ہے... تریدان یتحول لی منزلہ (ان کا ارادہ یہ تھا کہ وہ میرے لیے اپنے مکان کو چھوڑ دیں) بعض الفاظ کا بھی فرق ہے۔

نیز ملاحظہ ہو سمہودی، وفاء الوفا، اول ص۳۳۰ جنھوں نے حضرت فاطمہؓ کے مکان کے لیے ایک فصل مخصوص کی ہے۔ اس کی متعدد روایات سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا حجرہ زورنامی مقام میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گزرگاہ (مخرج) پر واقع تھا اور اس کے اور حضرت عائشہؓ کے مکان (بیت) کے درمیان ایک روزن (کوۃ) جس سے آپ کو حضرت فاطمہ کے گھر کے حالات معلوم ہوجایا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ حجرۂ شریفہ اگر حضرت فاطمہ کا تھا تو وہ حضرت حارثہ کا مکان نہیں ہوسکتا کہ وہ بنو نجار کے مکانات کے قریب تھا۔ ۱۸ ابن سعد ہشتم ص۱۲۶۔ یہ روایت واقدی نے عبداللہ بن ابی یحییٰ کے حوالہ سے ثبیتہ بنت حنظلہ سے اور انھوں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت ام سنان اسلمیہ سے بیان کی ہے جو غزوہ خیبر میں شریک تھیں اور حضرت صفیہ کے ساتھ ان کے مکان میں اپنے مکانوں میں جانے سے قبل گئی تھیں اور وہاں موجود تھیں کہ مذکورہ بالا چار ازواج مطہرات کو وہاں خود آتے دیکھا اور حضرت زینب اور حضرت جویریہ کے درمیان ہونے والے مکالمہ کو سنا اور بعد میں نقل کیا تھا۔ یہ دونوں روایتیں حضرت صفیہ کے سوانحی خاکہ میں بیان ہوئی ہیں پہلی روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہے کہ منقطع ہے اور اس میں حضرت حارثہ بن نعمان کا حوالہ ہے مگر دوسری روایت جو سند کے اعتبار سے مضبوط ہے کہ متصل اور عینی شاہد کی بیان کردہ ہے مگر وہ حضرت حارثہ کے حوالہ سے خالی ہے۔

ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، سوم ص۳۴۶ بحوالہ ابن سعد و اصابہ

شبلی نعمانی اول ص۴۹۰، اور دوم ص۴۲۰ میں دونوں جگہ اس روایت کو نہیں نقل کیا ہے۔

۱۹ ابن سعد، ہشتم ص۱۶۶۔ ذکر منازل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

نیز ملاحظہ ہو ابن عبدالبر، الاستیعاب برحاشیہ الاصابہ مذکورہ زیریں اول صـ۲۸۱-۲۸۲ نے مکانات ہدیہ کرنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، طہران اول صـ۳۵۸-۹ نے حضرت حارثہ کے بارے میں او ربہت کچھ لکھا ہے مگر آپ کو مکانات ہدیہ کرنے کا کوئی حوالہ تک نہیں دیا ہے۔ ابن حجر، الاصابہ، مصطفیٰ محمد قاہرہ ۱۹۳۹ء اول صـ۲۹۸-۹ نے بھی اس کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ ان تینوں کے بیانات تقریباً یکساں ہیں اور بظاہر ابن سعد سے ماخوذ معلوم ہوتے ہیں۔

۲۰ھ ابن سعد، سوم صـ۴۸۸

۲۱ھ سمہودی، وفاء الوفا، اول صـ۳۲۷-۸ نے یہ روایت باب چہارم کی فصل نہم میں بیان کی ہے (الفصل التاسع) نیز ملاحظہ ہو ابن الجوزی "الوفا با حوال المصطفیٰ" تحقیق مصطفیٰ عبدالواحد، دار الکتب الحدیثہ، قاہرہ ۱۹۶۶ء طبع اول جلد اول صـ۲۵۷، نے واقدی کی وہ روایت نقل کی ہے جس میں حضرت حارثہ بن نعمان کے منازل (مکانات) کے مسجد نبوی کے قریب اور آس پاس ہونے کی بات کہی گئی ہے۔ شبلی نعمانی، سیرت النبی اول صـ۲۶۶ نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ "حضرت علی اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس رہتے تھے، شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر لیں۔" یہ بیان میرے علم کی حد تک قیاس پر مبنی ہے اور کسی ماخذ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ لیکن اگر یہ صحیح ہے تو سلطان احمد اصلاحی، رسالہ مذکورہ صـ۲۲-۶ کا یہ دعویٰ محل نظر ہے کہ آپ کی ازواج مطہرات کے ساتھ کوئی غیر نہیں رہتا تھا۔

مدینہ منورہ آنے کے بعد حضرت علیؓ کا بقول ابن سعد سوم صـ۲۳ بھائی چارہ (مواخاۃ) حضرت سہل بن حنیف سے کیا گیا تھا۔ مگر ان کے قیام کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۲۲ھ حضرت ام سلمہ کے حجرہ کی تعمیر کے لیے ملاحظہ ہو ابن سعد، اول صـ۴۹۹، ہشتم صـ۱۶۷، دلچسپ بات ہے کہ سمہودی، وفاء الوفا، اول صـ۳۲۷ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

۲۳ھ سمہودی، وفاء الوفا، اول صـ۳۲۸

سلطان احمد اصلاحی، نقد و استدراک مذکورہ بالا، نے حضرت حارثہ بن نعمان کے مکانات ہدیہ کرنے کی روایت تو سمہودی کی کتاب سے مع تفصیلات نقل کر دی مگر انھوں نے سمہودی کی اس تنقید با جمع و تطبیق کی کوشش کو کیوں نظر انداز کر دیا۔ خود سمہودی کو اس روایت کو بجنسہٖ قبول کرنے میں تامل ہے کیونکہ وہ بہت سی روایات قدیم و صحیح اور بہت سے بیانات کے معارض ہے اسی لیے ان کو توجیہ و تاویل کی ضرورت پڑی مگر مولانا اصلاحی نے نہ صرف اس مجروح یا ناکافی روایت کو جو بلا سند نقل ہوئی ہے نہ صرف قبول کر لیا بلکہ اسی کو مدارِ حقیقت اور اساس واقعہ قرار دے دیا اور اس کے عین دوسری سطر سے اس پر

شروع ہونے والی تاویل سمہودی نظرانداز کر دی اور اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سمہودی بھی آراضی کے عطیہ کے قائل ہیں نہ کہ بنے بنائے مکانات کے۔

۲۴ھ ابن سعد، ہشتم، ص ۶۳، ص ۱۶۶ ابن سعد کی روایت کا یہ مقصود جمع و تطبیق کی صورت میں ہوگا ورنہ اوپر جو روایات آئی ہیں ان کا واضح بیان ہے کہ وہ سیدھے سُنح میں آکر اترے تھے اور وہیں سے حضرت عائشہ اپنے عظیم شوہر کے گھر منتقل ہوئی تھیں۔ نیز ملاحظہ ہو: طبری، تاریخ، دوم ص ۴۱۲ نے "قیل" (کہا گیا) کی ایک کمزور روایت میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے ساتھ شب زفاف حضرت ابوبکر صدیق کے سُنح والے مکان میں منائی تھی شوال میں بروز بدھ۔ ظاہر ہے کہ احادیث وسیرکی وہ روایات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رخصت ہو کر آنے کو بیان کرتی ہیں زیادہ صحیح ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، دوم ص ۱۴۱-۱۴۵ اور ص ۳۳۳۔

یاقوت حموی، معجم البلدان، دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء، سوم ص ۲۶۵ نے سُنح کا جغرافیہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ مدینہ کے محال میں سے ایک مقام تھا اور وہاں حضرت ابوبکر صدیق کا مکان (منزل) تھا جب انھوں نے ملیکہ/حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن زہیر سے شادی کی تھی۔ وہ مدینہ کے اطراف میں تھا اور عوالی مدینہ میں وہ بنو الحارث بن خزرج کا محلہ تھا جہاں ان کے مکانات تھے۔ اس کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان (منزل) کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا..."

۲۵ھ ابن سعد، سوم ص ۱۷۵ نے محمد بن عمر واقدی کی روایت محمد بن عبداللہ کے حوالہ سے زہری سے نقل کی ہے اور انھوں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کے حوالہ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مکانوں (دور) کے لیے اقطاع (زمین) دی تو آپ نے حضرت ابوبکر کو مسجد کے پاس ان کے گھر کے لیے ایک قطعہ (موضع) دیا۔ یہی گھر تھا جو بعد میں آل معمر کا ہوگیا۔

نیز ملاحظہ ہو سمہودی، وفاء الوفا، اول ص ۲۴۲-۲۴۴ کی وہ فصل جس میں یہ حکم نبوی زیر بحث لایا گیا ہے کہ وفات نبوی کے قریب آپ نے مسجد نبوی کی طرف کھلنے والے تمام دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ بند کرادی تھیں اور صرف حضرت ابوبکر کی کھڑکی/روزن (خوخۃ) کو کھلا رکھنے کی اجازت دی تھی یہ روایت صحاح میں پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو: بخاری، صحیح، کتاب الخوخۃ والممر فی المسجد، ابواب مناقب ابی بکر باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: سدوا ـــ الابواب الاباب ابی بکر (حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے اور حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے) اور باب الہجرۃ: مسلم، صحیح، کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل ابی بکر الصدیق؛ ترمذی، ابواب المناقب، ابی بکر۔

۲۶ھ بلاذری، فتوح البلدان، مرتبہ عبداللہ انیس وعمر انیس الطباع، دار النشر للجامعین، بیروت ۱۹۵۷ء صہ ۱۲
اس بحث کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب "عہدِ نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت" القاضی پبلشرز دہلی ۱۹۸۸ء، صہ ۲۶-۲۷۲ اور ۱۶-۱۲

بلاذری کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ انصار نے اپنے علاقوں کے تمام فاضل مقامات وآراضی آپ کو سونپ دی تھی اور اپنے مکانات بھی پیش کیے تھے مگر مکانات کے لیے آپ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے لیے دعائے خیر کی اور آراضی قبول کی یا خرید کی جیسا کہ مسجد نبوی کی زمین کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے۔ بلاذری کے الفاظ ہیں.... ووهبت الانصار لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل فضل کان فی خططها، وقالوا: یا نبی اللہ! إن شئت فخذ منازلنا فقال لهم خیرا۔

اقطاعاتِ نبوی کے لیے فتوح البلدان کے اگلے صفحات ملاحظہ ہوں صہ ۱۲ تا صہ ۲۴

۲۷ھ ملاحظہ ہوں حاشیہ ۱۹ اور ۲۰ کے حوالجات وتعلیقات

۲۸ھ منازل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دو فصلیں ابن سعد کے ہاں ملاحظہ ہوں۔ نیز گذشتہ بالا ابن سعد کے حوالے، خاص کر ہشتم صہ ۱۶۶۔ نیز ہشتم صہ ۲۲ (حضرت فاطمہ کے لیے) صہ ۲۳ (حضرت زینب کے لیے جب وہ مدینہ میں آکر مقیم ہوئی تھیں تو ۶ھ میں اپنے شوہر ابوالعاص کو پناہ دینے کے لیے انھوں نے اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس کا اعلان کیا تھا اور مسلمانوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسجد میں سنا تھا۔ ظاہر ہوا کہ ان کا گھر مسجد نبوی سے متصل تھا اور پھر نماز کے بعد جب آپ اپنے گھر (منزلة) واپس آئے تو حضرت زینب آپ کے پاس پہونچی تھیں) صہ ۳۸ (حضرت ام کلثوم کے لیے۔ ان کے مکان کا واضح ذکر نہیں ہے) حضرت فاطمہ کی شادی بعد بدر ۲ھ ماہ ذی الحجہ میں ہوئی اور حضرت ام کلثوم کی حضرت عثمان سے شادی ربیع الاول ۳ھ میں ہوئی۔ ابن سعد، ہشتم صہ ۵-۲۲، صہ ۳۸؛ ابن کثیر، دوم صہ ۶-۳۴۵؛ شبلی اول صہ ۳۶۶، دوم صہ ۸-۳۴۴
ادریس کاندھلوی، سوم صہ ۷-۳۶۸

طبری وابن کثیر (السیرة النبویة دوم صہ ۳۱۴) سے واضح ہوتا ہے کہ بعد ہجرت اہل نبوی یعنی بنات طاہرات ام کلثومؓ اور فاطمہؓ بھی سنح میں اتری تھیں لیکن دوسری روایات بتاتی ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ مقیم ہوی تھیں۔ ممکن ہے کہ پہلے سنح میں اترے ہوں اور مکانات کی تعمیر کے بعد وہاں منتقل ہوئے ہوں۔

۲۹ھ سمہودی، وفاء الوفا، اول صہ ۳۲۵۔ ناقدین کرام کے نقد کے لیے ملاحظہ ہو حاشیہ ۱ مولانا سلطان احمد اصلاحی کا نقد واستدراک مذکورہ بالا۔ بالخصوص تحقیقات اسلامی کا صہ ۱۱۳

حضرت فاطمہ کے مسجد نبوی کے قریب والے مکان میں قیام کا واضح بیان سمہودی اول صہ ۳۲۰-۳۲۲ کی اس فصل خاص میں ملتا ہے جو انھوں نے حضرت فاطمہ کے حجرے کے لیے مخصوص کی ہے۔ اس

میں ص۳۳۳ پر خاص کر ابن شیبہ کی روایت دلچسپ ہے جس کے مطابق حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں دو گھر (دارین) بنائے (اتخذ) تھے۔ ایک وہ جو مسجد نبوی میں شامل ہوگیا اور وہی حضرت فاطمہ کا مسکن بھی تھا اور اس کا محل وقوع مسجد کی طرف سے مشرق کی سمت حضرت عثمان بن عفان کے گھر (دار) اور اسماء بنت حسن کے دار (گھر) کے مقابل دروازے کے درمیان تھا اور دوسرا حضرت علی نے بقیع میں بنایا تھا جو بعد میں ان کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔ بلاذری، فتوح البلدان، ص۲۲ کا یہ بیان بھی پیش نظر رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار زمینیں (اربع ارضین) دو فُقَیر، بئر قیس اور شجرہ امی اقطاع میں دی تھیں۔

۳۰ھ ابن سعد، ہشتم ص۱۶۴۔ نیز ملاحظہ ہو: ابن الجوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ، ص۲۵۷، جنھوں نے سمت مکانات بتانے کے لیے صرف اسی روایت پر اکتفا کیا ہے۔ ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، اول ص۳۱۴ نے (خلاصۃ الوفا ص۱۲۷ کے حوالے سے) کہا ہے کہ "یہ حجرے سمت مشرق اور شام میں واقع تھے، غربی جانب میں کوئی حجرہ نہ تھا"۔ سمت کے بارے میں ان کی یہ واحد روایت ہے۔

۳۱ھ ابن سعد، ہشتم ص۱۶۶۔ نیز ابن سعد، اول ص۴۹۹، سمہودی، وفا الوفا، اول ص۳۲۶

۳۲ھ سمہودی، وفاء الوفا، اول ص۳۲۶

۳۳ھ ابن سعد، ہشتم ص۱۶۳ نے یہ روایت واقدی عبداللہ بن یحییٰ سے اور انھوں نے عون بن الحارث سے روایت کی ہے اور موخر الذکر کا بیان ہے کہ ان سے رُمیثہ نے بیان کیا تھا اور حضرت رمیثہ نے حضرت ام سلمہ ام المومنین سے سنا تھا جو خود ان مکانات میں سے ایک کی باسی تھیں۔

شبلی نعمانی، اول ص۲۸۲ نے ان مکانات کی ترتیب بیان کرتے ہوئے تین ازواج مطہرات کے مکانات کی سمت "مقابل جانب" بتائی ہے جو روایت کے فقرے "الشق الآخر" کا صحیح ترجمہ نہیں ہے۔ نیز انھوں نے حوالے میں طبقات ابن سعد، جلد سیرت نبوی ص۱۶۱ دیا ہے جبکہ یہ روایت جلد سیرت نبوی کے برعکس کتاب النساء جلد ہشتم کی ہے اور اس میں متاخر نسلوں کی خواتین کا تذکرہ بھی ہے۔

۳۴ھ وفاء الوفا، اول ص۳۲۶

۳۵ھ ابن سعد، ہشتم ص۱۶۴۔ نیز ملاحظہ ہو سمہودی، وفاء الوفا، اول ص۳۲۵ جنھوں نے مالک بن ابی الرجال والی روایت تو نقل کر دی مگر اس پر راوی آخر — واقدی — کا تبصرہ نقل نہیں کیا۔ اس کی بجائے انھوں نے منبر نبوی اور امام نماز کی سمت کی تعیین کی ہے کہ اگر امام منبر پر کھڑا ہو تو یہ مکانات شامی سمت میں اس دروازہ کی جہت میں ہوں گے جو اب باب الرحمۃ کہلاتا ہے بعد میں یہ دروازہ موجودہ جگہ کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ اس

کا مقتضا یہ ہوا کہ سمتِ قبلہ میں حجروں میں سے کوئی شے نہ تھی سوائے اس کے کہ روایت میں امام و منبر کے چہرے اور رخ (وجہ) کی طرف اشارہ ہو تو وہ اہل سیر کے بیانات جن کا پہلے ذکر آچکا ہے کے مطابق ہوں گے۔

۳۶ھ ابن سعد، ہشتم ص۱۱۶-۲ حضرت جویریہ کے لیے اور ص۱۳۲-۴ حضرت میمونہ کے لیے۔

نیز ملاحظہ ہو شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم ص۲۱۶-۴؛ ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، سوم ص۲۳۸-۴ اور ص۳۴۸-۹

۳۷ھ زمانی اعتبار سے ازواج مطہرات کے مکانات کی تعداد حسب ذیل جدول سے واضح ہوتی ہے:

۱۔ بعد ہجرت مدینہ تا رمضان سنہ ۱ھ	مکان حضرت سودہؓ	ایک عدد	
۲۔ شوال سنہ ۱ھ	مکان حضرت عائشہ	۲ عدد	
۳ ″ سنہ ۳ھ	مکان حضرت حفصہ	۳ عدد	
۴۔ ″ سنہ ۳ھ	مکان حضرت زینب بنت خزیمہ	۴ عدد	وفات ربیع الآخر سنہ ۴ھ
۵۔ اواخر شوال سنہ ۴ھ	مکان حضرت ام سلمہ	۴ عدد	
۶۔ سنہ ۵ھ/سنہ ۶ھ	مکان حضرت جویریہ	۵ عدد	
۷۔ سنہ ۷ھ	مکان حضرت ام حبیبہ	۶ عدد	
۸۔ سنہ ۷ھ	مکان حضرت زینب بنت جحش	۷ عدد	
۹۔ صفر سنہ ۷ھ	مکان حضرت صفیہ	۸ عدد	
۱۰۔ شوال سنہ ۷ھ	مکان حضرت میمونہ	۹ عدد	

عام روایات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ بیک وقت آپ کے حبالۂ نکاح میں نوؔ ازواجِ مطہرات تھیں جبکہ آپ نے گیارہ سے شادی کی تھی۔ حضرت خدیجہ مکہ ہی میں وفات پا چکی تھیں اور حضرت زینب بنت خزیمہ صرف سات آٹھ ماہ خدمتِ نبوی میں رہ کر وفات پا گئیں اور ان کے بعد ہی آپ نے حضرت ام سلمہ سے شادی کی اور ان کو حضرت زینب بنت خزیمہ کے حجرے میں رکھا۔ اسطرح حجرات و مکانات کی آخری تعداد نو ہی رہی اور اسی تعداد کی تصدیق کئی روایات سے ہوتی ہے۔

۳۸ھ سمہودی، وفاء الوفا، اول ص۳۲۶

سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ ص۲۹ کا یہ بیان کہ "بنی نجار کے محلہ میں مسجد نبوی کے چاروں طرف متعدد چھوٹے چھوٹے حجرے تھے" بڑا دلچسپ ہے۔ سمہودی کی وفاء الوفا اور ابن سعد سے تو اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کی روایات سے جو نتیجہ نکلتا ہے اس کے مطابق مسجد کے مغربی حصہ میں کوئی حجرہ

نہ تھا۔ سمہودی کی خلاصۃ الوفا سردست دستیاب نہیں کہ اس سے ان کے بیان کی تصدیق کی جاسکتی جس کا حوالہ سید صاحب نے دیا ہے، ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، اول ص۱۳۱-۴ نے سمہودی کی یہی روایت نقل کی ہے۔

۳۹ھ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما نسب من البیوت الیہن۔

بعض واقعاتی شہادتوں سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ روایات کی غالب اکثریت کے مطابق حضرت عائشہ و حضرت سودہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے مدینہ منورہ میں پہلی شادی کی تھی۔ بقیہ ازواج مطہرات ان کے بعد آئیں۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ ان کا حجرہ حضرت عائشہ و حضرت سودہ سے متصل بنا تھا اور چونکہ دونوں عظیم ترین صحابہ کرام کی اولادیں تھیں اور دونوں میں دوسروں کے مقابلہ زیادہ یگانگت والفت تھی جیساکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے اس لیے وہ حضرت عائشہ کی پڑوسی ہوسکتی تھیں۔ ملاحظہ ہو ازواج مطہرات پر فصول و ابواب۔

۴۰ھ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ ابلیس وجنودہ؛ ابوداؤد، سنن، کتاب الادب، باب فی حسن الظن۔ سمہودی، وفاء الوفا، اول ص۳۲۶-۷

حضرت زید بن حارثہ اور ان کے فرزند گرامی حضرت اسامہ جب مدینہ آئے تو بعض روایات کے مطابق حضرت سعد بن خیثمہ کے گھر اترے اور بعض میں اول الذکر کی مواخاۃ حضرت اسید بن حضیر اوسی سے کی گئی۔ مدینہ منورہ میں ان کی جائے سکونت اور مکانات کا ذکر عام روایات میں نہیں ملتا۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم ص۴۰-۴۴؛ بلاذری، انساب الاشراف، اول ص۴۶۷-۴۷۶۔ اس لیے ابھی دار اسامہ بن زید یا دار زید بن حارثہ کے محل وقوع کا معاملہ تحقیق طلب ہے۔

۴۱ھ ابن سعد، اول ص۵۰۰، نیز ابن سعد، ہشتم ص۱۶۷ میں بھی یہی روایت ہے مگر اس فرق کے ساتھ کہ راوی شاہد کا نام عمران بن ابی انس ہے عمر بن ابی انس کی جگہ۔ راوی کا صحیح نام عمران ہے جیساکہ واقدی کتاب المغازی آکسفورڈ ۱۹۶۶ء سوم ص۱۰۹۸ اور ص۱۱۰۶ پر دو روایتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اشاریہ کتاب المغازی میں غلطی سے ص۱۱۰۰ چھپ گیا ہے۔

نیز ملاحظہ ہو مولانا سلطان احمد اصلاحی، رسالہ مشترک خاندانی نظام اور اسلام ص۲۲ نے ابن سعد کی اول روایت کی بنا پر راوی کا نام عمر بن ابی انس قبول کیا ہے دوسری روایت کا حوالہ نہیں دیا۔ اور عمران بن ابی انس صحیح نام کے بجائے غلط نام والی روایت قبول کرلی ہے۔

عمران بن ابی انس کی والدہ ام المومنین حضرت سودہؓ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھیں اور انھوں نے فجر سے قبل آپ کی اجازت سے رمی جمار کیا تھا اور ساتھ واپس ہوئی تھیں۔

۴۲؎ ابن سعد، ہشتم ص ۱۶۶

۴۳؎ ابن سعد، اول ص ۵۔ یہ دونوں روایتیں یکے بعد دیگرے اسی ترتیب سے بیان کی گئی ہیں۔

نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، ہشتم ص ۱۶۸ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کی روایت کے لیے۔ راوی کے نام کی یہی تصریح صحیح ہے۔

۴۴؎ ابن سعد، اول ص ۴۹۹؛ ہشتم ص ۱۶۷ اول جلد میں راوی کا نام عمر بن انس ہے جبکہ موخر الذکر میں عمران بن ابی انس ہے۔

۴۵؎ سمہودی، وفاء الوفا، اول ص ۳۲۶، ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، دوم ص ۳۱۳ " قال السہیلی فی الروض" کے فقرے سے۔ غالباً دوسرا حصہ بھی سہیلی سے ماخوذ ہے جیسا کہ سمہودی، وفاء الوفا، اول ص ۳۲۸-۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر گھر (بیت) کا ایک حجرہ تھا اور آپ کے حجرے خشب عرعر (سرو کی لکڑی) کے تھے اور پردے اکسیہ (کمبل/چادر) کے تھے۔

۴۶؎ شبلی نعمانی، اول ص ۲۸۱: "یہ مکانات کچی اینٹوں کے تھے۔ ان میں سے پانچ کھجور کی ٹٹیوں سے بنے تھے۔ جو حجرے اینٹوں کے تھے، ان کے اندرونی حجرے بھی ٹٹیوں کے تھے۔" یہ بظاہر عمران بن ابی انس کی روایت پر مبنی ہے۔

ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، اول ص ۳۰۳: " اکثر حجرے کھجور کی شاخوں کے اور بعض کچی اینٹوں کے تھے۔" مولانا موصوف نے ابیات و بیوت (مکانات) اور حجروں (حُجر) میں فرق نہیں کیا ہے اور دونوں کو مترادف سمجھا ہے۔

ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور عالم، دوم ص ۷۴۷ نے لکھا ہے: " ابن سعد کا بیان ہے کہ یہ گھر بھی کچی اینٹوں کے تھے، کھجور کی ٹٹیوں پر گارے کا لیپ کر کے حجرے الگ الگ کیے گئے تھے۔ کھجور کے پتوں ہی کی چھت ڈالی گئی تھی۔"

ظاہر ہے کہ یہ ابن سعد کا بیان نہیں بلکہ ان کی مختلف روایات میں سے ایک نوع کی روایات کا خلاصہ ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ نتیجہ یہی نکلتا ہے۔

صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص ۲۸۹ کا بیان ہے " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے بازو میں چند مکانات بھی تعمیر کیے۔ جن کی دیواریں کچی اینٹ کی تھیں اور چھت کھجور کے تنوں کی کڑیاں دے کر کھجور کی شاخ اور پتوں سے بنائی گئی تھی۔ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے

حجرے تھے،" مکانات اور حجروں کا فرق یہاں بھی مفقود ہے اور ابن سعد وغیرہ کی ایک قسم کی روایت پر انحصار موجود ہے۔

سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ، ص۳۰ حضرت ام المومنین کے حجرے کی بابت لکھتے ہیں:۔ "دیواریں مٹی کی تھیں اور کھجور کی پتیوں اور ٹہنیوں سے مسقف تھا اوپر سے کمل ڈال دیا گیا تھا کہ بارش کی زد سے محفوظ رہے"۔ یہاں بھی "بیت" اور "حجرہ" کا فرق نہیں کیا گیا ہے اور دیواروں کے بارے میں صرف ایک نوع کی روایات پر تکیہ کیا گیا ہے۔

سلطان احمد اصلاحی، رسالہ مشترک خاندانی نظام، ص۲۲ نے تین روایات بیان کر دی ہیں جن سے مکانات نبوی کی ساخت کے بارے میں متضاد بیانات ملتے ہیں جیسا کہ اوپر کی روایات سے معلوم ہوا۔ لیکن سہیلی کی جس روایت کو انھوں نے ابن کثیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ "بعض مکانوں کی دیواریں پتھر کی تھیں لیکن چھتیں سب کی کھجور کی تنوں کی تھیں"۔ اس میں پہلے جملے کا ترجمہ صحیح نہیں ہے کیونکہ روایت متعلقہ کے الفاظ "كانت مساكنه عليه السلام مبنية من جريد عليه طين بعضها من حجارة مرضومة .... میں "بعض" کا ترجمہ بعض مکانات صحیح نہیں ہے بلکہ اس سے مراد مکانات کا کچھ حصہ ہے۔ اگر یہ مفہوم لیا جائے تو ایک ہی جملہ میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔

۴۷ ابن سعد، سمہودی وغیرہ کی متعدد روایات میں بیت اور حجرہ کا فرق پایا جاتا ہے اور ان سے وہ دو الگ الگ حصے معلوم ہوتے ہیں۔ بیت اور حجرہ ایک دوسرے کے مترادف نہ تھے جیسا کہ اکثر نے سمجھا ہے۔ سمہودی اول ص۳۲۹ نے ہشام بن عروہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں حضرت عائشہ کے بیت اور حجرہ کو الگ الگ اکائی کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مزید روایات سے یہی تقسیم معلوم ہوتی ہے۔

بخاری، الجامع الصحیح، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب اذا کان بین الامام وبین القوم حائط او سترہ: حضرت عائشہ کی روایت نماز کے بارے میں۔

بخاری، صحیح، کتاب الجہاد، ما جاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ۔ حضرت عائشہ کے حجرے میں دھوپ (الشمس) بھرے ہونے کے لیے۔

ابن سعد، اول ص۴۹۹، ہشتم ص۱۶۶-۱۶۷، سمہودی، اول ص۳۲۷ حضرت ام سلمہ کے حجرے کے اینٹوں سے بنانے کے لیے۔

ابن سعد، سمہودی، اول ص۳۲۹ سرو کی لکڑی کے دروازوں/ چھنکیوں کے لیے۔

ابن سعد، اول ص۵۰۰-۴۹۹، ہشتم ص۱۶۶-۱۶۷، سمہودی، اول ص۳۲۷ بیوت کے گرد حجرات کے واقع ہونے کے لیے

ابن سعد نے دو جلدوں میں جو روایت نقل کی ہے اس میں بیوتا باللبن، ولہا حُجَر ... کے الفاظ ہیں یعنی حولہا (اردگرد) کی جگہ لہا (ان کے)۔ جبکہ عبداللہ بن یزید ہذلی کی روایت جو رزین کی سند سے سمہودی نے نقل کی ہے حولہا کا لفظ ہے اور اوپر متن میں یہی روایت نقل کی گئی ہے جبکہ واقدی کی روایت جو انھوں نے یحییٰ کے واسطہ سے نقل کی ہے اس میں "لہا" ہی ہے اول ص۳۲۶ اور عمران بن ابی انس والی روایت (ص۳۲۷) میں بھی "لہا" ہی ہے۔

۴۸ سورہ احزاب ع۳۳-۴ اور ع۵۳ کی آیات کریمہ ہیں۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی ....واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ ..... الخ	اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کے .... اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقل مندی (ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی)
یاایھا الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم .... الخ	اے ایمان والو! مت جاؤ گھروں میں نبی کے مگر جو تم کو حکم ہو ... الخ (ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی)

سورہ حجرات ع۴ کی آیت کریمہ ہے:

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون	جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے باہر سے، وہ اکثر عقل نہیں رکھتے (ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی)

مولانا محمود حسن نے بیوت کا ترجمہ گھروں سے کیا ہے اور یہی مولانا مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی وغیرہ کے یہاں پایا جاتا ہے۔ جبکہ شاہ صاحب عبدالقادر کے ہاں حجرات کا ترجمہ دیوار ہے مولانا محمود حسن نے بھی یہی کیا ہے۔ مولانا مودودی نے حجروں کیا ہے اور مولانا اصلاحی کے ہاں بھی حجروں ہی ہے۔ موخرالذکر دونوں حضرات کے ہاں حجروں کو مکانات کا مرادف ہی قرار دیا گیا ہے۔ مولانا سلطان احمد اصلاحی۔ رسالہ مشترک خاندانی نظام ص۲۲ نے اپنے خاص نظریہ کے تحت ان کا ترجمہ کیا (الگ الگ) کمروں کے پیچھے سے"

۴۹ بخاری، صحیح، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب میں کئی روایات الفاظ کے فرق کے ساتھ؛ کتاب الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ: فاذا طعمتم فانتشروا۔ وغیرہ دوسرے کتب وابواب؛ مسلم، صحیح، کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقۃ الامۃ؛ باب زواج زینب بنت جحش؛ ترمذی، سنن، ابواب تفسیر القرآن، سورۃ الحجرات

مکمل بحث کے لیے ملاحظہ ہو ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، مصطفیٰ البابی قاہرہ طبع، سوم ص۶-۵۰۳ خاص کر ص۵۰۴ جہاں حضرت زینب کا ایک بیان بھی نقل ہوا ہے کہ آپ گھر میں داخل ہوئے اور میں حجرہ میں تھی (دخل البیت وانا فی الحجرۃ)

ابن سعد، ہشتم ص۱۰۳-۱۰۴ نے حضرت انس بن مالک کی روایت و سند پر جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے یہ روایت بیان کی ہے اور یہ وہ کھانا تھا جو حضرت ام سلیم نے اپنے شوہر کی ایما پر آپ اور آپ کی عروسِ نو کے لیے پکا کر بھیجا تھا۔ اس کے الفاظ جو ہماری بحث سے متعلق ہیں ان کا خلاصہ اوپر درج ہوا۔

۵۰ بخاری، صحیح، کتاب النکاح، باب حسن المعاشرۃ مع الاہل، مسلم، صحیح، کتاب صلاۃ العیدین، باب الرخصۃ فی اللعب؛ وغیرہ نسائی، سنن، کتاب صلاۃ العیدین، اللعب بین یدی الامام یوم العید وغیرہ۔ حضرت عائشہ کے حبشیوں کا کھیل دیکھنے کے لیے۔

وفات والے دن آپ نے اپنے حجرہ کا پردہ (ستر الحجرۃ) کھول کر مسجد نبوی میں نمازیوں کو دیکھا تھا۔ البخاری، صحیح، مواقیت الصلاۃ، باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ وغیرہ۔ حجرے اندر ہوتے تو مسجد میں نہ دیکھ سکتے۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے آپ کے کسی حجرے (بعض حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم) میں جھانکا تھا اور آپ نے اس کو تنبیہ کی تھی اور قینچی (مشقص) سے اس کی آنکھ پھوڑ دینے تک کا ارادہ کیا تھا۔ بخاری، کتاب الاستیذان، باب الاستیذان من اجل البصر؛ مسلم، کتاب الطب والمرض والرقی؛ ترمذی، کتاب الاستیذان والآداب، باب من اطلع فی دار قوم بغیر اذنہم وغیرہ۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رات میں بستر پر میں سوئی ہوتی تھی اور بستر کے عرض میں لیٹی ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو آپ میرا پیر دبا دیتے تو میں سمیٹ لیتی اور آپ سجدہ کر لیتے۔ بخاری صحیح، ابواب سترۃ المصلی، باب الصلوٰۃ الی السریر، باب الصلاۃ خلف النائم وغیرہ۔

ایک اور واقعاتی شہادت یہ بھی ہے کہ بیوتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے چھوٹے کمرے تھے جیسا کہ ان کی لمبائی چوڑائی بتانے والی روایتوں اور بیانوں سے معلوم ہوتا ہے لہٰذا چھ چھ سات سات ہاتھ کے کمروں کو مزید اندرونی حجروں میں تقسیم کرنا ناممکن تھا۔

بخاری کی ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز پڑھنے کے لیے آپ نے مسجد میں چٹائی کا ایک حجرہ بنا لیا تھا (اتخذ حجرۃ فی المسجد من حصیر) اس روایت کا تعلق بھی صلوٰۃ تراویح سے ہے جس کا اوپر ذکر آچکا اور وہ حجرۂ عائشہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بخاری، صحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ما یکرہ من کثرۃ السوال وتکلیف ما لا یعنیہ۔

۵۱ ابن سعد، اول ص۵، ہشتم ص۱۶۷؛ سمہودی، وفاء الوفا، اول ص۳۲۷

۵۲ ابن سعد، اول ص۵۰۰-۵۰۱، سمہودی، وفاء الوفا، اول ص۳۲۸-۹ نے سہیلی کی روایت نقل کی ہے

اور اس میں حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت کا حوالہ نہیں ہے جبکہ محمد ابن سعد نے محمد بن مقاتل مروزی کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مبارک سے اور انھوں نے حریث بن سائب کی سند پر حضرت حسن بصری سے بذات خود ان کا مشاہدہ نقل کیا ہے۔ اس میں خلافت عثمانی کا حوالہ تو ہے ہی بلکہ ازواج مطہرات کے تمام مکانات کی چھتوں (سُقُفہا) کا صاف ذکر ہے۔

شبلی نعمانی، اول صـ۲۸۲۔ مولانا موصوف کا یہ بیان محل نظر ہے کہ راتوں کو چراغ نہیں جلتے تھے۔ یہ ابتدائی مدنی عہد کی بات ہے۔ بعد میں چراغ جلنے لگے تھے۔

سید سلیمان ندوی، سیرت عائشہ، صـ۳۰-۲۹

حضرت عائشہؓ کی حدیث متعلقہ کے لیے ملاحظہ ہو حاشیہ ۵۰

حضرت عمرؓ کے طویل قامت ہونے کا ذکر ابن سعد سوم صـ۵-۳۲۴ میں ہے اور ازواج مطہرات کے حجروں میں ان کے داخل ہونے، کھانا کھانے، کلام و بحث کرنے وغیرہ کا ذکر متعدد روایات میں آیا ہے ملاحظہ ہو۔ بخاری، صحیح، کتاب المظالم، باب الغرفۃ؛ کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ؛ باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ؛ مسلم، صحیح، کتاب الطلاق، بیان ان تخییر امرأتہ الخ باب الایلا، وغیرہ۔ حضرت عمر کے امہات المومنین میں سے حفصہؓ، ام سلمہؓ، عائشہؓ کے گھروں میں جانے کا ذکر ہے۔ مزید حوالے بھی دئے جا سکتے ہیں۔

۵۳ سیرت عائشہ، صـ۳۰-۲۹۔ سید ندوی نے ان بیانات کے لیے حاشیہ ۶ میں صحیح بخاری اعتکاف مسند ۶ صـ۲۳ اور صـ۳۰ کے حاشیہ ۱ میں صحیح بخاری، کتاب الحیض، کا حوالہ دیا ہے۔ بخاری کی کتاب الحیض، باب غسل الحائض رأس زوجہا اور کتاب اللباس باب ترجیل الحائض زوجہا میں حضرت عائشہ کی ترجیل (بال سنوارنے) کا ذکر ہے جبکہ مسلم، کتاب الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجہا کی کئی روایات میں یہی بات کہی گئی ہے۔ نیز ملاحظہ ہو: امام مالک بن انس، الموطا، جامع الحیضۃ، کتاب الاعتکاف، ذکر الاعتکاف؛ ترمذی۔ ابواب الصوم، باب المعتکف یخرج لحاجتہ ام لا؟

۵۴ شبلی نعمانی، سیرت النبی اول صـ۲۸۲

۵۵ بخاری، الجامع الصحیح، باب ما جا فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما نسب من البیوت الیہن۔

ابن سعد، ہشتم صـ۱۶۶ میں مزید یہ تصریح ہے کہ اسی دروازے سے آپ مسجد میں نماز کے لیے جاتے تھے۔ اور جب آپ معتکف ہوتے تو مسجد سے اپنا سر حضرت عائشہ کے گھر (عتبۃ) کی طرف نکال دیتے اور آپ کا سر دھو دیا کرتی تھیں حالانکہ وہ اس وقت پاک نہ ہوتی تھیں۔

۵۶ ملاحظہ ہو ساخت مکانات کے بارے میں اوپر کے حوالے۔ بالخصوص سمہودی، وفا الوفا، اول صـ۳۲۵

ص ۳۲۹؛ ابن کثیر، دوم ص ۳۱۴ کے ہاں تاریخ بخاری کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ آپ کا دروازہ اظافیر کے ذریعہ ٹھونکا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے دروازوں پر کنڈے نہ تھے۔ مولانا مودودی، سیرت سرورِ عالم، دوم ص ۵۴۷ نے حوالہ میں حافظ ابو یعلی کی مسند کا حوالہ بھی دیا ہے کہ دروازوں کو انگلیوں کے ناخنوں سے ٹھونکا جاتا تھا۔ یعنی اجازت مانگنے کے لیے۔

۵۷ھ ابن سعد، اول ص ۴۹۹؛ ہشتم ص ۱۶۷؛ سمہودی، وفاء الوفا، اول ص ۳۲۶-۹؛ شعر اسود کا ذکر عمران بن ابی انس کی روایت میں ہے۔ نیز ملاحظہ ہو بخاری، کتاب الصلوۃ، باب ان صلی فی ثوب مصلب او تصاویر ہل تفسد صلاتہ، وما نہی عن ذلک؛ کتاب اللباس، باب کراہیۃ الصلاۃ فی التصاویر وغیرہ؛ ترمذی، ابواب صفۃ القیامہ، باب (بلا عنوان)، ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء فی الرکوع والسجود۔ مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان؛ نسائی، کتاب القبلۃ، باب الصلوٰۃ الی ثوب فیہ تصاویر، کتاب الزینۃ "التصاویر"

ابوداؤد، ترمذی و مسلم کی روایات میں سے بعض میں لفظ باب آیا ہے اور یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ داخل ہونے والے کے سامنے پڑتا تھا۔ بخاری وغیرہ میں سہوۃ کا پردہ بتایا گیا ہے اور بعض روایات میں دوسرے الفاظ جیسے "جانب بیتہا" بھی آئے ہیں۔

۵۸ھ اس بحث کے لیے تفصیل ملاحظہ ہو: سمہودی، وفاء الوفا، اول ص ۳۴۱-۲۷۔ نیز ابن سعد، اول ص ۴۹۹-۵، ہشتم ص ۱۶۴-۵

ابن سعد کے مطابق حضرت سودہ نے اپنا مکان بھی حضرت عائشہ کو دے دیا تھا اور حضرت صفیہ کے اولیا نے ان کا گھر حضرت معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ اسی ہزار درہم میں فروخت کر دیا تھا جبکہ حضرت عائشہ نے اپنا حجرہ خود اسی قیمت میں بیچ دیا تھا اور رقم صدقہ کر دی تھی۔ حضرت حفصہ کا مکان حضرت ابن عمر کے قبضہ میں آیا تھا مگر انھوں نے بلا قیمت اسے مسجد نبوی کی توسیع کے لیے دے دیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ام سلمہ کے ورثہ نے بھی اسے بیچ دیا تھا۔ سمہودی کے ہاں ایسی روایات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو وراثت میں منتقل کرنے کا حق نہیں تھا۔

نو امہات المومنین میں سے صرف حضرت سودہؓ اور حضرت زینب بنتِ جحش کا انتقال خلافتِ فاروقی میں ہوا تھا اور حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت جویریہ، حضرت ام حبیبہ۔ حضرت صفیہ نے خلافتِ معاویہ میں وفات پائی۔ جبکہ حضرت میمونہ کے بارے میں ابن سعد کی روایت ہے کہ انھوں نے خلافتِ یزیدی میں وفات پائی مگر شبلی نعمانی، سیرت النبی، دوم ص ۴۲۰ نے ان کا سال وفات ۵۱ھ یعنی خلافت معاویہ قرار دیا ہے اور اسی کو صحیح کہا ہے لیکن کوئی حوالہ نہیں دیا۔ جبکہ حضرت ام سلمہ کی خلافت یزید میں واقعہ حرہ کے بعد وفات کی تصدیق کی ہے اور اس کے لیے کئی حوالے دئے ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ مولانا شبلی نے

"ازواجِ مطہرات میں سب کے بعد حضرت ام سلمہ کے وفات پانے" اور اس پر اہل سیر کا متفق اللفظ ہونے" کا حتمی بیان دیا ہے جبکہ ابن سعد، ہشتم صـ١٤٠ نے حضرت ام المومنین میمونہ بنت حارث رضی کو ازواج مطہرات میں آخری فرد اور ان کی وفات کو ٦١ھ میں خلافت یزید بن معاویہ میں واقع ہونے کی واقدی کی حتمی اور آخری تاریخ بیان کی ہے۔ یہ روایت ان کی تحقیق کے مطابق غلط ہوسکتی ہے جس کا انھوں نے کوئی ذکر نہیں کیا ہے (دوم صـ٤٢) لیکن کم از کم حضرت ام سلمہ کے بارے میں اہل سیر کے متفق اللفظ ہونے کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔

ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، جلد سوم صـ٣٠٦ و صـ٣٤٩ نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ کی تاریخ وفات کے سلسلہ میں شبلی نعمانی کی پوری طرح پیروی کی ہے اور بالترتیب ٦٢ھ اور ٥١ھ بیان کی ہے اور حضرت ام سلمہ کو آخری زوجہ مطہرہ قرار دیا ہے جنھوں نے وفات پائی۔ حضرت میمونہ کی تاریخ وفات کے ضمن میں ان کا اضافہ یہ ہے کہ اصابہ کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت ام سلمہ کی تاریخ وفات میں شبلی کی طرح انھوں نے بھی زیادہ تر انھیں کے حوالے دئے ہیں اور معمولی اضافے ہیں حتیٰ کہ انھوں نے بھی ابن سعد کی روایت کا حوالہ نہیں دیا ہے۔

مکاناتِ ازواجِ مطہرات کے انہدام کے لیے ابن سعد اول صـ٤٩٩-٥٠٠، ہشتم صـ١٦٢-١٦٨ کے علاوہ سمہودی اول صـ٣٢٣-٣٢٥ اور خاص کر باب چہارم کی سترھویں فصل ملاحظہ کریں۔

٥٩ھ مسجدِ نبوی کی آراضی بلاشبہ حضرات سہل و سہیل انصاری جو رافع بن عمرو نجاری خزرجی کے یتیم و صغیر فرزند تھے کی تھی۔ روایات میں اختلاف ہے کہ اس کی فراہمی ہدیۂ خیر سے ہوئی تھی یا خریداری سے۔ زیادہ روایات کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دونوں یتیموں سے خریدا تھا اور ان کے ہدیہ و عطیہ کو ان کی دگرگوں مالی حالت اور سماجی حیثیت کے سبب شکریہ کے ساتھ مسترد کر دیا تھا۔ روایات میں اس پر بھی اختلاف ہے کہ اس آراضی کی قیمت کس نے ادا کی تھی۔ زیادہ تر علماء محققین کا خیال ہے کہ وہ رقم حضرت ابوبکر صدیق نے فراہم کی تھی۔ تعمیراتی سامان اور مزدوری میں صحابہ کرام بالخصوص انصار عظام اپنے عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابر کے شریک تھے۔ ملاحظہ ہو ابن ہشام اول صـ٤٩٦-٤٩٧؛ ابن سعد اول صـ٢٣٩-٢٤٠؛ سوم صـ٤٨٩ وغیرہ۔ بخاری، صحیح، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ، باب المساجد، و باب الحج و کتاب البیوع؛ کتاب الصلوٰۃ، باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ و یتخذ مکانہا المساجد وغیرہ؛ مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب ابتناء مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کتاب الصیام باب فضل لیلۃ القدر، ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی بناء المسجد؛ احادیث و تاریخ کی قدیم کتب کے سوا ثانوی ماخذ کے متعلقہ ابواب ملاحظہ ہوں۔